YOUTH
PARLIAMENT
PAKISTAN

VERBATIM REPORT

SESSION TWO

Thursday, January 01, 2009

CONTENTS

1. Recitation from the Holy Qura’an
2. Calling Attention Notices
3. Resolutions
4. Motion

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel's Hall, Islamabad, at 9.00 in the morning with Mr. Presiding Officer (Mr. Allah Ditta Tahir) in the Chair.

……………. . ……

Recitation from the Holy Quran

………………………….. .

Mr. Presiding Officer: Let us start proceeding. Mr. Ahmad Javed, he is not present, then Mr. Mohsin Saeed.

جناب محسن سعید- جناب سپیکر صاحب میں سب سے پہلے resolution پڑھنا چاہوں گا ۔

An honourable Member: Mr. Speaker, point of order, quorum is incomplete.

Mr. Presiding Officer: OK. Secretariat should count it.

(At this stage counting was done and the quorum was complete)

Mr. Presiding Officer: Right, quorum is complete. Mr. Mohsin should start.

Mr. Mohsin Saeed: Sir, I beg to move that

"This house may discuss means to improve vocational and technical education in the country and make it available to a greater number of people as it has the potential to: create in excess of 150,000 jobs a

year; provide over 3.5 billion dollars in remittances and provide a source of education to those who can no longer continue in the formal education sector due to shortage of funds.”

میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو vocational and training institutes ہیں ان کا jobs creating میں ان کا بڑا ہاتھ ہوتا اور یہ لوگوں کو سستا اور معیاری روزگار فراہم کرنے کا ضامن ہوتا ہے اور اس سے کم وقت میں کوئی بھی ہنر سیکھ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں - میں کچھ اعداد و شمار vocational training کے سلسلے میں پیش کرنا چاہوں گا- سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس طرح کے کل اداروں کی جو تعداد ہے ، نیشنل ایجوکیشن census کے مطابق جوکہ Ministry of Education Government of Pakistan کا شائع کردہ ہے- 2006-7 کے مطابق ایسے 2003 Institute ہیں - ان میں طالبعلموں کی تعداد وہ دو لاکھ اڑتیس ہزار چھ سو ستاسی ہے اور اساتذہ تعداد پندرہ ہزار تین سو انتالیس ہے - دیہات کے اندر یہ آٹھ سو دو ہیں اور شہری حدود میں یہ دو ہزار دو سو ستاون ہیں - اس کے علاوہ جو پبلک سیکٹرز ہیں یعنی حکومت کے وہ نو سو سولہ ہیں اور private sector کے دو ہزار ایک سو تنتالیس ہیں - میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ national education census کے

مطابق اس میں جو خواتین کی نمائندگی ہے وہ اڑتیس فیصد ہے اور جو لڑکوں کی نمائندگی ہے وہ تقریباً 62 percentہے - حکومت کو چاہیے کہ خواتین کی حکومت کو بڑھانے کے لیے اقدامت اٹھائے کیونکہ جب خواتین یہ سیکھیں گی کیونکہ ان کے لیے formal educationحاصل کرنا کافی مشکل ہوتا ہے اس لیے یہ چھوٹے موٹے coursesکر کے وہ مشکل حالات میں اپنا گزارا چلا سکیں گی - اس کے علاوہ دیہات میں بھی اور دور دراز علاقوں میں بھی ایسے centresضرور قائم ہونے چاہیں کیونکہ اس سے کم وقت میں بہترین ہنر مند افراد ی قوت ملک کو میسر آتی ہے اور اس سے جو روزگار کے جو مواقع ہیں ان کا حصول آسان ہو جاتا ہے جس سے ملک کی ترقی کی رفتار تیز ہوجاتی ہےاور بیروزگاری میں کمی ہوتی ہے - شکریہ-

Mr. Presiding Officer: Now first of all I will get the sense of the House about resolution and put it before the House.

(Resolution was adopted)

Mr. Presiding Officer: The resolution stands adopted. Now I give the floor to Mr. Mudasir Habib.

جناب مدثر حبیب: شکریہ جناب سپیکر - یہ resolutionجو ابھی پیش کی گئی ہے یہ بہت اچھے topicپر ہے یعنی vocational training or

لیکن ہمارے ملک کا المیہ یہ technical education ہے کہ جو ہمارے technical educational اور vocational training institutesہیں centres ہیں ان کی جو outputہے یعنی وہاں سے جب طلباء فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور جو jobs availableہوتی ہیں مارکٹ میں ان کی ایجوکیشن اس سے matchنہیں کرتی جس کی وجہ سے کئی jobsپر graduate students evenان پر applyبھی نہیں کر سکتے - میں اس کی improvementکے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ ابھی حال میں ایک NUML College launchہے جوکہ میانوالی ڈیویلپمنٹ ٹرسٹ نے launchکیا ہے - اس کو اگر ایک modelبنا کر اس مسئلے پر اگر کام کیا جائے تو ہمارے جو ملک بھر کے جو vocational educationalہیں institutes trainingکے ان کو improveکیا جا سکتا ہے- میانوالی نمل کالج کا جو ماڈل ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے یہ emphasis کیا ہے کہ جو پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن ہے اس کو اس سیکٹر میں studentsپوری طرح حاصل کریں - اس کے لیے ان کی collaboration "the Citizen Foundation"کے ساتھ ہے اور Citizen Foundationوہ ادارہ ہے جو under privilegedاور low income areasمیں schools set up کرتا ہے جو پرائمری اور سیکنڈری سطح کے ہوتے ہیں - وہاں سے جو graduates ہوتے ہیں ان کو نمل کالج induct کرے گا اور پھر ان کو technicalاور vocational trainingدے گا اور

اس میں بھی نمل کالج کی جو collaboration ہے وہ University of Bradford کے ساتھ ہےجو کہ اس وقت ایک leading technical and engineering institute of world ہے - پاکستان کی گورنمنٹ اگر اس کو ایک as prototype use کرتے ہوئے اپنے باقی vocational training اور technical educational centres ہیں ان میں curriculum کو improve کرے، سٹاف کو improve کرےاور اس ماڈل پر work کرتے ہوئے کیونکہ پہلی ضرورت جو ہے جو پاکستان کے Constitution میں بھی mention ہے وہ یہ ہے کہ secondary education تمام طلباء کے لیے میسر ہونی چاہیے اور free of cost ہونی چاہیے- اس پر ہمارے پاس ابھی proper implementation نہیں ہےجو ہمارے پاس straits ہیں کہ پاکستان کا جو پرائمری ایجوکیشن کا جو target تھا 2005 میں وہ 79% تھا enrolment کا تو وہ ابھی تک صرف 68% پہنچا ہے اس وقت کے سروے میں ابھی 68% تھا- اس کا مطلب یہ ہے کہ despite of the fact کہ اس وقت free education پنجاب میں introduce کی گئی اور بھی جو صوبے تھے ان کے اندر کہیں textbooks free provide کی گئیں، کہیں fee معاف کی گئی لیکن پھر بھی ہم اس ٹارگٹ کو achieve نہیں کر پائے- اس کی ایک basic reason جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری جو political leadership ہے وہ education کو بھی ایک political مسئلہ سمجھتے ہیں جب کہ ایجوکیشن میرے نزدیک انسانیت کا ایک مسئلہ ہے- اس کے اندر بغیر کسی political affiliation کے ہماری

کو بھی funding کو کام کرنا چاہیے، leadership
اگر دیکھیں تو جو recommended ہیں millennium
development goals میں یا آپ کی education
for all programs میں اس میں وہ 10% تک کہتے
ہیں کہ آپ کا جو education budget ہے وہ 10% تک
اس میں vocational training اور technical
education پر allocate ہونا چاہیے لیکن ہمارا تو
جو overall education budget ہے وہی سب سے
lowest ہے even South Asia میں، ورلڈ تو خیر
دور کی بات ہے اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس
میں اگر ہم تھوڑا سا جو نمل کالج کا ایک ماڈل
ہمارے پاس سامنے آیا ہے اگر ہم اس میں اپنی
political affiliations کو ایک side پر رکھ کر
اس کو opt کریں تو ہم اس میں کچھ کامیابی حاصل
کر سکتے ہیں اور اس میں جو benefits انھوں نے
mention کی ہیں 150 thousand jobs اور 3.5
billion dollars اس کا at least اگر ہم 1% بھی
achieve کر جائیں تو I think that will be a
success دوسرا جو ایک اہم ترین مسئلہ ہے وہ یہ
ہے کہ پاکستان میں جو public sector
vocational institutes and technical
educational centres وہاں پر politics کا
influence بہت زیادہ ہے ابھی حالیہ دنوں میں
کراچی ایک polytechnic institute تھا وہاں پر
ایک سیاسی تنظیم کے لوگوں نے even
students کو ٹیسٹ میں بھی نہیں بیٹھنے دیا تو
جب یہ حالت رہے گی ، یعنی جب تک آپ کی ایک
policy اس پر نہیں ہوتی کہ ہم education میں ہم

politicsنہیں چاہتے ہیں۔ جب تک آپ کے جتنے بھی institutionsہیں وہ improveنہیں کرسکتے ہیں ۔ اس پر آپ کوایک clear policy lineچاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: All the speakers are asked to speak for five minutes. Mr. Furrukh Jadoon.

جناب فرخ جدون: بہت شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے اظہار خیال کا موقع دیا۔ احمد جاوید صاحب، اورنگ زیب مری صاحب اور محسن سعید صاحب نے بڑی اچھی resolutionپیش کی ہے۔ میں کچھ background figuresبتانا چاہوں گا کہ پاکستان میں اس وقت دو لاکھ ستائیس ہزار سات سو اکیانوے ادارے کا کام کر رہے ہیں جو کہ تمام پرائمری، سیکنڈری اور تمام کو ملا کر اس میں ہر educationکے ادارے بھی ہیں، اس میں سے بارہ ہزار سات سو سینتیس ادارے ایسے ہیں جو non functionalہیں جو کہ کاغذوں میں تو existکر رہے ہیں مگر وہ کام نہیں کر رہے ۔ آپ بجائے اس کے کہ جو non functionalادارے ہیں انہیں condemn کر کے ، انہیں پھینک دیں یا ان کے اوپر جو fundingہو رہی ہے انہیں آپ صرف کاغذوں میں شمار کریں، آپ نے انہیں vocational technicalاداروں کے طور پر ان کو استعمال کریں تاکہ آپ کے جو لوگ ہیں جو کہ کسی طریقے سے یا کسی وجہ سے وہ formal educationحاصل نہیں کر سکے، وہ اسے حاصل کر پائیں۔ ایک تو میری یہ suggestionہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس

نے public private partnership کو آپ سامنے لے کر آئیں، بڑے اچھے private institutions ہیں جیسے مدثر بھائی نے یہ بات کی کہ وہ start ہو چکے ہوئے ہیں۔ آپ political affiliations کو تھوڑی دیر کے لیے سائیڈ پر رکھ کر آپ اس ملک کے لیے کچھ سوچیں، ان لوگوں کے لیے سوچیں کہ جو کہ کسی وجہ سے formal education نہیں کر سکے، انہیں آپ کچھ ہنر تو دیں کہ وہ کل suicide bomber تو نہ بنیں۔ ایک تو میری یہ suggestion ہے۔ تیسری بات کہ جو technical ادارے آپ کے ہیں جہاں پر جگہ نہیں ہے، suppose political institute ہے جس طرح ہری پور کام کر رہا ہے، اس میں جو سول اور ٹیکنیکل اور باقی جو technologies ہیں اس میں سیٹیں اتنی کم ہوتی ہیں کہ وہ بندے بچارے مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ ایجوکیشن چھوڑ دیں۔ آپ اس میں double shift لے کر آئیں، آپ ان teachers کو hire کریں، اس سے ایک تو educated جو لوگ ہیں جن کو ابھی تک job نہیں ملی اس طرح ایک تو انہیں job ملے گی اور ڈبل شفٹس سے جو لوگ پڑھنا چاہ رہے ہیں انہیں میں بھی فائدہ ہو گا اور آپ کے اور زیادہ لوگ پڑھ سکیں گے۔ میری چوتھی suggestion یہ ہے کہ جیسے national intern program گورنمنٹ سے start کیا ہوا ہے کہ آپ کی ڈگری مکمل ہونے کے بعد آپ کو پھر ایک internship سال کی کرواتے ہیں۔ آپ during the Vocational Institute کے اندر study آپ internship کروائیں اور ساری paid ہو

جیسے کہ بینظیر technical support programجو سندھ میں startہے ویسے ہی آپ باقی صوبوں میں بھی startکریں۔ آپ تمام لوگوں کے صوبوں کو وہ سہولیات دیں۔ وہ سندھ تک محدود نہیں ہونی چاہییں۔ میری آخری جو suggestionہے وہ یہ ہے کہ جوtechnical educationہے اسے آپ compulsory قرار دیں، کوئی بھی بندہ ہے، وہ اسے کچھ نہ کچھ ہنر لازمی آنا چاہیے تاکہ کل کو ملک کے جو نامساعب جو حالات ہیں اس میں کام آ سکے۔ یہ میری کچھ suggestionsہیں امید ہے کہ اس کے اوپر آپ غور کریں گے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Farrukh. Next Raja Sherjeel Sahib. OK you should have a seat and you will be given time later on. Sufian Ahmad Bajar Sahib.

Mr. Sufian Ahmad Bajar: Thank you Mr. Speaker, I am really thankful for you to allow me to speak something. Firstly, I would like to you know differ with Farruk Jadoon who have quoted about hundreds of thousands of institutions which are providing such education. In my knowledge there is just 1324 proper technical institutions in the country which is according to the national education census carried in 2005.

جناب فرخ جدون: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صاحب، میں نے overallاداروں کی بات کی ہے میں نے ٹیکنیکل اداروں کی بات نہیں کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فرخ صاحب پہلے اجازت لیتے ہیں، جب اجازت ملے تب بولتے ہیں۔

Mr. Sufian Ahmad Bajar: I would rather prefer to technical and vocational Institutions specifically. Out of which we have only three lac and sixty one thousand students. You will compare the overall population of a country which stands about 16 to 17 crore of people, what are the three lac people. I would like to emphasis on the importance of this technical vocational education.

ہمارے ہاں خیال ہے کہ صرف وہاں پر mechanicsبنتے ہیں جب کہ دنیا میں اس کی بہت زیادہ importanceہے

Every developed country in the world Australia, England, everyone have technical board and technical institutions structure. The first thing I would like to say is that it is a trade specific thing education.

جب تک آپ کے ملک میں technical educationنہیں ہو گی کوئی industry successful نہیں ہو سکتی اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جیسے ٹیکسٹائل ہے، شوگر انڈسٹری ہے، ٹیلی

کمیونیکیشن ہے جہاں پر extreme need ہے technical education کی۔ جب کوئی foreign investor اس ملک میں آتا ہے ، invest کرتا ہے، You can look at the multinational companies. They have their human resource departments to train the people. This adds lot of cost to train the people, a human resource department to manage the people is understandable but to train the people you simply scare them away. They don't have so much of cost to incur on training the people.

اس لیے میں recommend کروں گا کہ quality technical education ہونی چاہیے اور اس سے زیادہ میں emphasize کروں گا کہ جو backward regions ہیں ان میں یہ institutions زیادہ بننے چاہیے کیونکہ وہ deprive لوگ ہیں، ان کا literacy rate کم ہے اگر ان کو ایجوکیشن ملے گی اور وہ اس ایجوکیشن سے زیادہ receptive ہوں گے۔

There is another thing that it is also in the national technical strategy of the government that there should be mobility of the technical work force, like the technical work force should be moved to the clusters of industrial areas like Sheikhupura, Sialkot and Gujranwala which are renowned just for their cluster industry. Sir, in similar cluster industry

should be promoted all across the board and I would agree with Mr. Farrukh Jadoon that public private partnership is extremely important. Like recently I saw that Nestlée Pakistan was offering training to quite a lot people in the dairy sector and in dairy machinery and equipment and all that sector. So such public and private ventures really help us lot. So I would emphasize the same factor that it is extremely important and I would really like that you Mr. Speaker refers it to the Standing Committee that they should give really nice suggestion on that on which the government can work.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Reference towards the Standing Committee will be decided after debate. Next Speaker, Mr. Niaz Muhammad.

جناب نیاز محمد: جناب سپیکر بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہاں پر technical and vocational بہت ہو رہی ہے educationکی۔ میں ایک simple بات کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان بھی اس ملک کا ایک حصہ ہے ، میں اس حوالے سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اب ہمارے ہاں تعلیم کی صورتحال دیکھیں جہاں سکول ہیں وہاں آپ کو اساتذہ نہیں ملیں گے اور جہاں استاد ہوں گے وہاں سکول کی بلڈنگ نہیں ہو گی، یہ کیا ہو رہا ہے؟ بلوچستان کے صوبائی

وزیر تعلیم کا کہنا ہے کہ بلوچستان میں -- فرخ صاحب نے ایک بات کہی کہ ایسے سکول ہیں اس ملک میں جو کاغذوں میں تو ہیں لیکن وہ functional نہیں ہیں- بلوچستان میں ایسے پانچ ہزار ghost schools ہیں- جب تک ہم education کی طرف توجہ نہیں دیں گے، ترقی نہیں کریں گے- میری ذاتی رائے اس سلسلے میں ہے کہ دفاعی بجٹ میں کمی کی جائے اور تعلیم کے لیے بجٹ میں زیادہ حصہ مختص کرنا چاہیے- شاید آپ میں سے کچھ لوگ میری ذاتی رائے سے اختلاف بھی کریں، میرے خیال میں ہمیں سکولز کی بلڈنگز بنا کر دی جائیں ، ہمیں استاد دیے جائیں بنسبت یہ کہ آپ ہمیں میزائل اور ٹینک بنا کر دیں- شکریہ-

Mr. Presiding Officer: Thank you Niaz Sahib. Yes Raja Sharjeel Hassan Soomo.

راجہ شرجیل حسن سومرو: شکریہ جناب سپیکر- میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے صوبوں میں چاہے صوبہ پنجاب یا سندھ ہو technical education بہت کم ہیں - Technical centres تو بنے ہوئے ہیں لیکن وہاں پر یا تو equipments نہیں ہیں اگر equipments بھی وہاں پر آگئے ہیں تو پڑھانے کے لیے teachers نہیں ہیں- اس طرح rural areas کے جو studentsہیں وہ کیسے trainingحاصل کریں- اس لیے وہاں پر جو buildings ہیں ان کو fully furnishکیا جائے، equipکیا جائے، پھر وہاں پر teachers appoint کیے جائیں- دوسرا technical educationکو جب

بھی ہم پاکستان میں پڑھاتے ہیں تو میٹرک کے بعد startکرتے ہیں۔ Technical educationبھی پرائمری کے ساتھ چلنی چاہیے تاکہ جو بھی student یا بچہ technical side پر جانا چاہے تو وہ وہی سے اپنا career technical educationمیں ہی بنائے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Raja Sherjeel.

YP No. Complete جو بھی اب سپیکر ہے وہ اپنا اور اپنا completeنام بولیں۔ اگلے سپیکر راحیل نیازی صاحب ہیں۔

Mr. Raheel Sher Khan: Thank you Mr. Speaker for allowing me to speak on a such important topic. I think there is a great need to enhance to the existing programs of skilled development and vocational training in the country as it has got tremendous potential to provide employment to our youth in rural and urban areas. No, I would not go into the background that how many schools are functioning and how many schools are not. I will just like to give some suggestions and I hope that the Minister of Education would like to hear and gain benefit from it. First of all what can be done and an assessment can be carried to determine requirements of the skilled development facilities in the country and then based on this assessment

technical and skilled development plans can be enhanced. I will like to propose that existing schools may be inducted in this program and the substantial number of schools in public and private sectors can start regular evening and weekend programs for skilled development and technical and training programs. Next national and international job market analysis should be carried out to identify of skills in various target markets and then our youth should be trained in those relevant fields. Next I would like to say that vocational training institutes already working in Pakistan should update the curriculum in accordance with the current requirements and job opportunities in the agriculture, industrial and service sectors and PPS and ex MPP and expansion program of such training facilities in rural, urban areas while keeping in view regional considerations regarding youth population, skill level and unemployment. No, what we can also is that we should establish and encourage local craft …enterprises for income generation of villages and provide financial assistance for marketing of those enterprise products. In the end I would like to give the last suggestion that we should

institute a program of certification of informally acquired skills by technicians and workers in order to enable them acquire suitable jobs and financing.

میں یہاں پر ایک اور بات کہنا چاہوں گا کہ ابھی میری ruling party کے ایک ممبر نے نمل یونیورسٹی کی بات کی کہ اگر آپ اپنے پولیٹکل ریفرنس کو بیچ میں رکھتے بھی ہیں کیونکہ وہ ایک ایسے لیڈر نے بنائی ہے جو کہ آپ کے اپوزیشن میں بیٹھے ہیں - آپ ایک اور مثال لے سکتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بھی میانوالی میں ایک institute بنایا ہے ، وہ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہے - اس میں بھی جائیں تو میانوالی کی youth جو پہلے بے روزگار پھر رہی تھی، اس نے نہ صرف ایجوکیشن دی ہے بلکہ اس کے بعد انھیں روزگا بھی فراہم کیا - میری جو اپنی Ministry of Education اس سے یہی گزارش ہو گی کہ ہماری ان suggestionsکو سامنے رکھ کر ایک overall agendaاور ایک overall schemeکو ترتیب دیں تو میرے خیال میں اس سے ہمیں کافی فائدہ ہو گا- شکریہ-

Mr. Presiding Officer: Thank you Niazi Sahib. Mohterma Afsana Afsar.

مس آفسانہ آفسر: شکریہ جناب سپیکر- میری طرف سے ایک چھوٹی سی suggestion یہ ہے کہ آپ technical educationبھی start کر دیں - آپ vocational centres بھی بنا دیں، سکولز بنا

دیں، کالجز بنا دیں لیکن وہاں پر ہمیں students کو motivateکرنے کی ضرورت ہے - ایک بہت بڑا پرابلم چائلڈ لیبر کا ہے جس کو tackle کرنے کی ضرورت ہے، اگر چالڈ لیبر کا پرابلم tackle ہو جائے تو میرے خیال میں یہ جو suggestionہے یہ بھی کام کرے گی ، وکیشنل سنٹر بھی کام کریں گے اور technical educationکا جو مقصد ہے وہ بھی fulfill ہو سکے گا- شکریہ-

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عمیر فرخ راجہ صاحب-

جناب عمیر فرخ راجہ: جناب سپیکر صاحب بہت بہت شکریہ موقع دینے کا- سب سے پہلے تو میں تھوڑے سے statsپیش کرنا چاہوں گا اس ایوان کے سامنے اور میں clarification بھی کرنا چاہوں گا اپنے فاضل ممبر کی - میرے پاس ابھی جو اعداد و شمار ہیں یہ Ministry of Education کے ہیں اور یہ وہ presentation ہے جو بجرانی صاحب نے جب وزیر تعلیم کا قلمدان سنبھالا تھا تو انھیں اس وقت منسٹری کی طرف سے یہ presentationدی گئی تھی اور اس کے اندر ہی یہ اعداد وشمار دیئے گئے ہیں تو اس کے authentic ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے- اس Technical اور professional institute اس وقت پورےملک کے اندر 1257کی تعداد میں ہیں جس میں سے 426 public and 831 private sectorمیں ہیں- اسی طرح سے vocational

training کے جو institutes اس وقت پورے
پاکستان میں ہیں وہ 3059 کی تعداد میں ہیں جس
میں 916 public and 2143 private sector میں
ہیں۔ اگر ان دونوں institutions کا technical,
professional as well as vocational
education institutes کا تناسب دیکھیں
opposite the total number of institutions
in the country تو یہ even 1.89 percent

آتا ہےeven 2 percent بھی نہیں ہے۔ یہاں پر میں اس بات پر زور دینا چاہوں گا کہ technical, professional or vocational mode of educationایک اپنے لحاظ سے اس لیے منفرد اور اہمیت کا حامل ہے کہ ایسے institutions جو فارغ التحصیل students ہیں وہ self-employmentکے جانے پر رواں دواں ہوسکتے ہیں اور اس سے ہمیں بے روزگاری کم کرنے کے اندر بھی مدد ملے گی۔ میرے اکثر points جو ہیں وہ مجھ سے پہلے speakers بیان کر چکے ہیں ، اس میں ان کو دوبار repeatکر کے اس لیے میں ا ن کو دوبارہ repeat کر کے ٹائم نہیں لوں گا۔ ایک اور بات میں اس کے اندر یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ public and private sector کے درمیان جو differenceہے number of institutions کے respectiveاگر آپ دیکھیں یہ بہت زیادہ بڑے سکیل ہے۔ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیےاور گورنمنٹ کو اس بارے میں اقدامات کرنے چاہییں کہ پبلک سیکٹر کے اندر number of institutionsبڑھائے تاکہ جوہمارے غریب طبقے سے جو عوام تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی vocational training کا حق مل سکے اور private sector کی جیسے آپ کو پتا ہے کہ فیس کافی زیادہ ہے تو ہماری populationکی اکثریت فیس بھرنے سےقاصر ہے۔

جناب معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں چاہتا ہوں کہ اس resolutionپر تھوڑا سا جو ہمارے Education کے Ministerہیں ان کے تاثر

ہمیں مل جائیں تو پھر وہ آسان ہو جائے گا.House could debate it very easily شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Ok. The point of order is valid. Yes Minister Sahib.

جناب وزیر تعلیم: شکریہ جناب سپیکر صاحب اور اپوزیشن لیڈر سالار قافلہ کا بھی شکریہ - جناب میرے بھائیوں نے یہاں تھوڑی سیاست کی بات کی ، نمل یونیورسٹی کی بات اور راحیل نیازی صاحب نے ڈاکٹر عبدالقدیز خان کے کسی institute کی بات کی اور اس کے بعد کراچی کے طلباء کے سیاسی جھگڑوں کی بات کی۔ کراچی میں Swedish collegeیہ ہوئے تھے - میں یہاں یہ بات واضح کر دوں کہ کراچی کے اندر اور بلوچستان کے اندر کئی ایسے ادارے ہیں جہاں teachersآتے ہیں لیکن وہا ں studentsنہیں آتے at the end of the day اور مخصوص طلباء گروہ جب papers ہو رہے ہوتے ہیں تو وہ پہنچ جاتے ہیں اور ان کو degrees مل جاتی ہیں تو یہ تو بنتی ہے collective responsibility کہ اس ایوان کو بھی سوچنا ہو گا کہ ایسی fakeڈگریاں چاہییں یا کچھ حاصل کر لیں۔ بہر حال بہت سے Institutes ہیں جو کام کر رہے اور فرخ جدون بھائی نے public private partnership کی بات جو کہ ہمارے manifesto کا حصہ اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی بات کہہ دی اور موقف بھی خودبیان کر دیا اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ public private partnership ہو

اور سندھ کے اندر یہ دیکھنے میں بھی آئی ہے اور اللہ کرئے دوسرے صوبوں میں -----

جناب معزز ممبر: میں ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ یہ قرارداد vocational technical education کے بارے میں ہے نہ کہ publicاور private sectorکے اشتراک کے بارے میں تو مہربانی کر کے موضوع سے انحراف نہ کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ٹھیک ہے مگر راجہ صاحب یہ point بھی آپ کی طرف سے ہی اٹھایا گیا تھا۔

وزیر برائے تعلیم: جناب ! میں یہ ان کو واضح کر دوں کہ public private partnershipکیا ہے - بہت سے ایسے ادارے ہیں جو گورنمنٹ کی ملکیت ہیں لیکن وہاں گورنمنٹ کے پاس اتنے resourcesنہیں ہیں تو ظاہر سی بات ہے کہ کسی NGOs کو دیئے جائیں گے کہ آپ یہاں پر vocational courses کرائیں تو اس میں میرے خیال میں کوئی جرم تو نہیں ہے اگر public privateکا لفظ استعمال کر لیا جائے۔ میرے بھائی فاروق جدون نے بینظیر technical support programکی بات کی - یہ بینظیر technical support programنہیں ہے - یہ بینظیر IT Programہے - اس کے علاوہ ایجوکیشن کے پروگرام تھے اور اسی طرح سندھ بلوچستان میں ، میں دوبارہ کہوں گا کہ ایک collective responsibility لینی ہو گی - اوارے تو ہیں -

وہاں teachers بھی آتے ہیں لیکن ہمارے students جو کہ بہت متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تو ان کو تھوڑی سی آسانی ہوتی ہے کہ at the end of the day کسی تنظیم کے پاس جائیں گے سو یا پچاس روپے دے کر پیپر حل کروا کے آ جائیں گے -جب تک عوام میں شعور نہیں ہو گا تو گورنمنٹ اکیلے کچھ نہیں کر سکتی تو برائے مہربانی اپنے بھائیوں اور دوستوں میں collective responsibility کا شعور پیدا کرنا چاہیے اور اس کے لیے ہمیں کوشش کر نی چاہیے- اس کے علاوہ عمیر فاروق بھائی نے بجرانی صاحب کے جن حوالوں کی بات کی تو بھائی جان بہت سے ایسے institutes ہیں جیسے میرے پہلے بھائی نے بات کی کہ ghosts ہیں اور وہ files پر ہے اور یہ حقیقت ہے - یہ بجرانی صاحب کو یا جس کو بھی دیا گیا ہم اس پر rely کریں نہ کریں یہ تو ایک الگ مسئلہ ہے لیکن بہرحال یہ اچھی بات ہے vocational and training institutes ہونے چاہییں- ایک مسئلہ اور ہے کہ غریب کے پاس تو روٹی کھانے کے پیسے نہیں ہیں- میرے پاس تو یونیورسٹی جانے کا کرایہ نہیں ہوتا - یہ ظاہر بات ہے کہ جب غریب کے پاس پیسہ نہیں ہو گا تو اپنے بیٹے کو کیسے vocational institute بھیجے گا وہ تو اسے کسی workshop پر بھیجے گا- پہلے جب تک ہماری اقتصادی حالت ٹھیک نہیں ہوتی تو میرے خیال میں vocational اور training colleges ہونی چاہیےمیں اس کی مخالفت نہیں کر رہا بلکہ میں اس

کے حق میں ہوں کہ ہونے چاہییں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جناب سپیکر کہ اس میں بہت سی دشواریا ں ہیں کیونکہ education system بھی مختلف طریقے کا ہے۔

جناب معزز ممبر: Point of order ایک ایسے ملک میں جہاں ایوان صدر کا خرچ پچاس کروڑ اور وزیر اعظم ہاوس چالیس کروڑ Governor houses, DCO houses یہاں پر اربوں روپے کے غیر تقیاتی اخراجات پائے جاتے ہیں تو ایسے ملک میں آپ یہ بات کریں کہ technical education کے لیے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں---

Mr. Presiding Officer: OK, let him complete first. You will speak on your own turn.

ضمیر احمد ملک (وزیر برائے تعلیم) : جناب سپیکر ہماری قوم تنقید کرنے کی ماہر ہے اور انہوں نے بات ایوان صدر کی ہے۔ جناب سپیکر یہاں کتنی lights جل رہی ہیں، یہ ملک کی بجلی ضائع ہو رہی ہے - یہ بند کر دو۔ اگر ایک لائٹ جلا کر کام ہو سکتا ہے۔ Collective responsibility نہیں ہے۔ آپ صدر کو کوستے ہو ، آپ وزراء کوستے ہویقنا فرشتے تو نہیں ہیں، فرشتے ہوتے تو میرے خیال میں سیاست نہ کرتے - وہ آج پیری مریدی کر رہے ہوتے۔ بات یہ ہے کہ collective responsibility بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جب آپ کے گھروں میں پانی بہہ رہا ہوتا ہے ، آپ کو اللہ اتنی توفیق نہیں دیتا کہ یار یہ قوم

کا پانی ہے ، صاف ستھرا پانی ہے ، واٹر پمپ سے آ رہا ہے اس نلکے کو بند کر دیں۔ یہاں bulbs جل رہے ہیں اور ہم تنقید کر دیتے ہیں۔ اب یہ ساری lights جل رہی ہیں ، اتنی lighting ہو رہی ہے۔ یہ بجلی تو دوبارہ produce نہیں ہو گی ، یہ تو چلی گئ۔ بھلے یہ مارگلہ والے اپنا بل دے دیں گے - ان کے بل دینے سے کیا یہ بجلی produce ہو گی۔ یہ تو غریب کی خون پسینے کی کمائی کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں اپنے بھائی سے یہ کہوں گا کہ خدارا تنقید کا وقت نہیں ہے ، اپنی اصلاح کرو۔ تنقید کرنے میں ہماری قوم بہت آگئے ہے - خدارا collective responsibilityکا مظاہرہ کرو۔ اگر آصف زرداری کو عقل نہیں ہے تو اللہ نے آپ کو دی ہے - آپ یہ کام کر سکتے ہو۔ بھائی جان بہت بہت شکریہ۔ میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اس کے اوپر votingکرا لی جائے تو بہتر ہے۔

جناب معزز ممبر: پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر صاحب یہ ضمیر صاحب نے کوئی یار یار کے لفظ استعمال کیے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ ہے ، یہ decorumکا کچھ خیال کریں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: The point is valid. Next Ahmed Javaid Sahib.

جناب احمد جاوید: شکریہ جناب سپیکر، کچھ گزارشات ہیں جو میں پیش کرنا چاہوں گا - ہم انشاء اللہ اپنی سفارشات کمیٹی کو بھی دیں گے - سب سے پہلے اعداد و شمار کے مطابق جو دیکھا گیا ہے کہ پاکستان میں پرائمری میں سکولوں کی

تعداد جن میں ghosts schoolsبھی آتے ہیں جیسے حکومتی سائیڈ سے point out کیا گیا لیکن جو کل تعداد ہے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہے - جب آپ کالج کے لیول پر جاتے ہیں تو وہی تعداد پندرہ سو سے بھی کم کی رہ جاتی ہے- یہ ایک natural drop out rateہے - یہ ایک natural drop out createکرتا ہے کہ جو طالب علم صرف وسائل کمی کی کمی سے کیونکہ facilitiesنہیں ہیں اس وجہ سے وہ drop outہو رہے ہیں اور تعلیم میں continueنہیں کر سکے- یہ جو vocational and technical educationہے یہ ان طالب علموں کے لیے ہے ایک بہت اہم ذریعہ ہے کہ ان کو further educationبھی دی جائے اور معاش کا ایک ذریعہ بھی دیا جائے اس کے ساتھ ساتھ جو چند نقاط ہاوس میں اٹھائے گئے کہ fake degreesدی جاتی ہیں، ghost schoolsہوتے ہیں، سلیبس regulated نہیں ہوتا اور اس طرح کے جو نقاط ہیں اس کے لیے ہماری سفارشات میں یہ کہا گیا ہے ایک national commissionبنایا جائے جو تمام vocational and technical education bodies جو ہیں جو provincial levelپر set upہوئی ہوئیں ہیں اور جو national levelپر set up ہوئی ہیں ان کو monitorکرے ، ان کی workingکو monitorکرے اور یہ ensureکرے کہ وہاں پر جو standard of educationہے وہ upholdکیے جا رہےہیں- اس کے ساتھ ساتھ اس کمیشن کا ایک اور کام بھی ہوگا - یہ ایک pilotپروگرام کے طورپر پہلے سے launchکر دیا جا چکا ہے گورنمنٹ کی

جانب سے جو ایک بہت اچھا stepہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو further encourageکیا جائے کہ گورنمنٹ involvementہے vocational educationمیں - جس طرح Education Minister Sahibنے کہا کہ ہمارے پاس تو بس کے پیسے نہیں ہیں تو ہم بچوں کو کس طرح ایجوکیش کے لیے بھیجیں تو گورنمنٹ نے اس طرح سے ایک pilot program launchکیا ہےجس میں چند جگہوں پر آپ scholarshipsبھی دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ stipendبھی دے رہے ہیں ان طالب علموں کو جو institutesمیں آکر تعلیم حاصل کر رہے ہیں - اس پروگرام کو مزید وسیع کرنے کی ضرورت ہے اور تمام ضلعی لیول تک لے جانے کی ضرورت ہے - اس کے بعد ایک اور اہم بات ہے کہ ان اداروں میں جو vocational educationکے ادارے ہیں ان میں دو وجوہات ہیں کہ اس وقت یہ اپنے full potentialپر کام نہیں کر رہے- ایک یہ کہ طالب علموں کی کمی ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم informal sectorمیں بچوں کو بھیج دیتے ہیں اور گورنمنٹ اس میں جو scholarship and stipendکا پروگرام ہے اس کو encourageکرے تو تو automaticallyوہ involvementبڑھے گی - اس کے ساتھ ساتھteachersکی کمی ہے- ہمارے خیال میں ایک teachers’ training program initiateکرنا چاہیےجس کی basisپر آپ اساتذہ کی trainingکریں تاکہ ان schoolsمیں اساتذہ کی فراہمی کو ensureکیا جا سکے- آخری نکتہ جو میں بلکہ دو نکات جو میں اٹھانا چاہتا ہوں کہ اس

پروگرام کی ایک بہت اہم بات پاکستان کے لیے foreign exchange earnings ہیں - اس وقت estimate کیا جا رہا ہے کہ 2007 میں 3.5 billion dollars آپ کے oversea workers نے remit کیے تھے into Pakistan اور پاکستان کے اندر اس وقت بہت major foreign exchange کا مسئلہ ہے - اگر ہم اس پروگرام کو initiate کریں اور emerging markets جیسے ملیشیا اور کوریا ہیں ان کو اگر tap کیا جائے تو ہم ان workers کو وہاں بھیج کر اپنے foreign exchange earnings کو بھی improve کر سکتے ہیں-

آخری نکتہ جو میں اٹھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم سب کو پتا ہے کہ حکومتی وسائل محدود ہیں اور پاکستانی حکومت کے پاس ایک حد تک اس میں involvement کی گنجائش ہے - لہذا ہم private sector کے علاوہ multilateral donors کی involvement اس میں encourage کریں گے جس طرح کہ UNESCO ہے یا UNICEF ہے تاکہ وہ ادارے جو یہاں پر ایجوکیشن میں پہلے سے involved ہیں education sector میں وہ آکر vocational اور technical education میں بھی کردار ادا کریں-

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ، جی ضمیر ملک صاحب-

جناب ضمیر ملک: جناب میں پھر یہ بات کروں گا اور تھوڑی سی مثال دوں گا کہ ہمارے صوبہ سندھ کے اندر جو پروگرام launch کیا گیا مختلف ڈیپارٹمنٹ کے لیے ، بینظیر بھٹو

پروگرام جو launchکیا گیا وہاں پر دیکھنے میں

یہ آیا سپیکر صاحب کہ لوگوں نے کلاسز نہیں لی

اور at the end of the dayوہ پیسے لینے آ

گئے کیونکہ ایک بڑا اچھا سسٹم تھا chequesکے

throughتو بات یہ ہے کہ عوام میں اتنا شعور

ہونا چاہیے کہ جب اس طرح کے programsآتے ہیں

جہاں پیسہ مل رہا ہوتا ہے خاص طور پر

vocational and training programsتو عوام یہ

سوچتی ہے کہ چلو ، وہ پڑھنے کی نیت سے نہیں

جاتے- صاف بات یہ ہے کہ عوام بھوکی ہے اس کو

روٹی کپڑا مکان چاہیے- بات یہ ہے کہ اگر عوام

کو کوئی اس طرح کی facilityدی جاتی ہے کہ آپ

کو اس طرح کی trainingدیں گے اور آپ کو آخر

میں پانچ ہزار ؛ چار ہزار جیسے سندھ ہوا ، پتا

چلا کہ کئی کلأسز میں studentsنہیں آئے اور

آخر میں وہ اچھا سسٹم تھا وہ IT departmentتھا

تو IT departmentنے تھوڑا سا اپنے کمپیوٹر کے

ذریعے یا جو بھی softwareتھا ، attendanceکا

سسٹم تھا وہ تو بچ گئے لیکن جو دوسرے ہمارے

departmentsہیں زکوۃ منسٹری تو جو ہمارے زکوۃ

منسٹر ہیں وہ تو ان پڑھ ہیں ان کا تو پتا نہیں

ITکا ، وہ تو یہ سسٹم نہیں چلا سکتے - بات وہی

آجاتی ہے کہ عوام کو خود یہ شعور دینا چاہیے -

پہلے عوام شعور دو کہ صرف پیسے کے لیے مت

جاو، اپنا ہنر سیکھو - آپ کو یہ پیسہ بعد میں

مل جائے گا یا کم از کم ایسا کریں کہ پہلے

معاشی حالت بہتر کی جائے- یہ بھی اچھی چیز ہے

میں مخالفت نہیں کرتا لیکن جو میرے بھائی بات

کی ، ہماری عوام کے اندر یہ چیزہے کہ جب مفت کا ملتا ہے ناں مال مفت دل بے رحم- آپ بھی جانتے ہیں ، میں بھی جانتا ہوں تو بجائے اس کو مزید کو discussکیا جائے بہت اچھی رائے ہے ؛ یہ اس وقت کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو ہنر ملے- اس پر votingکرا لی جائے اور بعد میں ہم مختلف آراء سے اور جو مسئلے مسائل گورنمنٹ کے ہیں وہ مل بیٹھ کر حل کر لیں گے- ابھی اگر ہم اس کو discussکرتے رہیں گے تو میرے خیال میں بہت سے مسئلے مسائل ہیں جو شاید اس طرح discussنہ ہو سکیں تو اس کے اوپر voting کرا لیں اور پھر کمیٹی کے اندر اس چیز کو بھیج دیا جائے اور انشاء اللہ تعالی کمیٹی میں بیٹھ کر ہم اور ہمارے جو بھائی ہیں مآشاء اللہ سارے لائق و فائق بھائی ہیں تو انشاء اللہ تعالی اس کو حل کر لیں گے-

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ضمیر صاحب ہم نے آپ کی suggestion noteکر لی ہے- اگلےسپیکر فواد ضیاء صاحب-

جناب فواد ضیاء: میرے colleaguesنے کافی میرے جذبات کی رہنمائی کر دی ہے - میں کچھ recommendationsدینا چاہوں گا -پہلی بات تو یہ ہے کہ vocational and technical educationکے لیے ایسے پروگرام شروع کیے جائیں جن کی industryمیں کھپت ہو اور انڈسٹری کو لگانے کے لیے جو privatizationکا ایک چکر شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کیا جائے کیونکہ جو ہماری

vocational and technical labour یہ کدھر
بارآور ثابت ہو گی - اگر ہم لوگ اپنی
industries privatize کر رہے ہیں تو پھر یہ
labour یہاں پر پاکستان کے اندر بارآور ثابت
نہیں ہو سکتی - پہلا point یہ ہے کہ ہمارے بھائی
ایجوکیشن منسٹر نے public private
partnership کی بات کی اور یہاں سے ہمارے
نیاز بھائی نے بات کی کہ بلوچستان میں ghost
schools ہیں اور teachers کی availability نہیں
ہے اس پر میری suggestion ہے جو ہمارے
skilled vocational technical workers باہر کے
ممالک میں جا کر کام کرتے ہیں اس کی باقاعدہ
Ministry of Overseas Pakistanis کے پاس
list موجود ہوتی ہے - ان کو جو ex-Pakistanis ہیں
جو باہر سے واپس آنا چاہتے ہیں ان کو as a
skilled technical teachers induct کیا جائے-
جس طرح کہ تقریباً چار پانچ سال پہلے HEC کے
تحت یہ پروگرام کیا گیا تھا کہ جو
Pakistanis تھے باہر کے ممالک میں جنہوں نے
higher education حاصل کی ہوئی تھی ان کو وہ
کہتے ہیں بہت اچھے package پاکستان آنے کی
offer دی گئی تھی - اسی طرح جو ہماری
vocational and technical labour ہے اس کو بھی
آپ واپس آ کر as a teacher induct کر سکتے
ہیں- تیسری بات بھائی نے یہ کی کہ schools میں
غربت کی وجہ سے drop out level بہت increase ہو
جاتا ہے - اس کی ایک suggestion یہ دی گئی کہ
stipend دیا جائے؛ stipend کے لیے کہا گیا

کہ لوگ صرف stipend لینے کے لیے آ جاتے ہیں تو میں راہنمائی کرنا چاہوں گا کہ اگر عوام بھوکی ہے تو عوام کو کھانا کھلاو- اس بات کی practical implementation کے under UNافریقہ میں initiate programmesہوئے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سے drop out level controlہوا ہے - وہ کیا ہے ؟ سکول میں meals studentsکو دیئے جاتے ہیں جس سے نہ صرف کہتے ہیں آپ کے studentsکا drop out controlہوتا ہے بلکہ اس کی افریکن countriesمیں جو آپ کی food inflationوہ بھی controlہوتی ہے - تیسری بات یہ ہے کہ وہاں پر malnutritionکا ہے جس کی وجہ سے healthمیں improvementہوگی- اس طرح تین چیزیں cover ہوتی ہیں اگر schoolsمیں آپ meals provideکریں- شکریہ جناب سپیکر-

جناب سفیان احمد بجار: جناب سپیکر point of orderمیں صرف فواد صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گادنیا میں کونسی گورنمنٹ ہے جو steel millsچلاتی ہے؟ دنیا میں کونسی گورنمنٹ ہے جو paper mills چلاتی ہے - یہ گورنمنٹ کا کام ہے ہی نہیں- آپ ان چیزوں کو کیوں privatize نہیں کر رہے؟ جو communist governmentsوہ believe کرتی ہیں on state occupation of the institutionsاور آج کی کوئی communist governmentsبھی نہیں ہے جو state ownکرتی ہیں ایسی چیزوں کو-

جناب فواد ضیاء: میں اس کی clarificationدینا چاہوں گا - میں جس pointکی

طرف نشاندہی کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ تھا کہ جب کوئی privatize ادارہ ہوتا ہے تو کافی زیادہ اس کی لیبر آ کر بے روزگار ہو جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ privatize کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسے شرائط پر کریں کہ ہماری جو لیبر ہے وہ بے روزگار نہ ہو۔ شکریہ۔

A Honourable Member: Point of clarification.

انہوں نے جو point raise کیا کہ کونسی گورنمنٹ ہے جو سٹیل مل چلاتی ہے؟ اس لیے privatization کی طرف جا رہی ہے تو kindly اگر آپ global recession دیکھیں تو امریکہ جو سب سے بڑا free market economy کی وکالت کرتا ہے انہوں نے اپنے جو institutions ہیں یا جو banks ہیں ان کو nationalize کافی حد تک کر دیا اور General Motors یا جو ان کی بڑی بڑی companies ہیں وہ ان کے لیے general nationalization کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم الٹی طرف جا رہے ہیں۔ ہم privatization کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سفیان احمد بجار۔ جناب سپیکر صاحب I want to give a point of personal explanation.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بجار صاحب پہلے اجازت لیتے ہیں اس کے بعد بولتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ نیاز مصطفی صاحب۔

جناب نیاز مصطفی : جناب سپیکر صاحب میں جنرل ایجوکیشن پر بات کروں گا then I will take vocational training specifically. کہ انسان کی بنیادی طور پر تین ضرورتیں ہیں کہ وہ روزی اور روٹی کمائے، اچھی زندگی گزارے اور معاشرے کی اچھی عکاسی کرے اور معاشرے کا useful member ہو لیکن ہمارے معاشرے میں جس قسم کی تعلیم دی جارہی اس میں کچھ چیزیں تو ضرور سامنے آتی ہیں لیکن بنیادی طور پر جو اصل مقصد ہے اس کو پیچھے چھوڑ دیا جاتا ہے - اگر ہم صرف اور صرف vocational education لیں تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ ڈاکٹر جو ہے وہ صحت کے لیے کام تو کر سکتا ہے لیکن Medicine itself is not health. اگر ہم اس طرح سے دیکھیں کہ جب تک انسانوں کے کرداروں کو ہم بہتر نہ کریں ، یہ ہمارے Education Minister Sahib نے بار بار شعور کی بات کی تو who is responsible for this one. یہ بھی تو ہماری حکومت کی responsibility ہوتی ہے کہ وہ اس طرح کی standard education دیں اپنے students کو اپنی قوم کے بچوں کو تاکہ وہ یہ سب چیزیں سیکھ سکیں- بنیادی مقصد جو ہے جو ہمارے لیے زیادہ helpful ثابت ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ character کی education evaluate کی جائے - لوگوں کو vocational education کے ساتھ ساتھ ملک کے ساتھ patriotism سیکھایا جائے- یہاں کے لوگ یہاں education حاصل کرتے ہیں تو پھر باہر چلے جاتے ہیں جو اچھے efficient لوگ ہوتے ہیں

جو باہر والے efficientلوگ ہوتے ہیں یہاں سے چلے جاتے - ان سب باتوں پر اگر صحیح طرح کام کرے تو بڑی اچھی developmentہو سکتی ہے- ہماری educationمیں جو بنیادی flawہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک شخص جس نے ایم اے کیا ہوا ہو کوئی master degreeکی ہوئی ہو لیکن وہ اپنی اس فیلڈ میں یہ نہیں claim کر سکتا کہ میں ماسٹر ہوں- اس چیز کو ہمیں improveکرنا چاہیے- چاہے whatsoever the case may be, I mean general vocationalہو ، چاہے وہ education educationہو ، چاہے وہ economicsکی educationہو کسی قسم کی educationہو اس میں ہمیں اچھی طرح proceedکرنا چاہیے اور بجٹ کے حوالے سے یہ ہے کہ نیپال کتنا چھوٹا سا ملک ہے اور اس کے resources بھی کتنے کم ہیں اسے 7سے بھی زیادہ رکھا ہوا ہے جب کہ ہماری طرف 2.4ہے اور یہ مشرف صاحب جتنا بھی claimکرتے رہیں کہ ہم educationکے لیے یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں- یہ 1977سے aboveکم ہی ہوا ہے اور یہ 2005 میں آکے تھوڑا سا improveہوا وہ بھی 2.4تک پہنچا ہے تو اس بارے میں گورنمنٹ سے میری یہ requestہے کہ اس حوالے سے کام کریں کہ ایک تو budgetکو specifyکریں اور disciplineکو maintainکریں in the local area specifically.یہاں دیکھیں capitalمیں تو بہت اچھا ہو سکتا ہے لیکن جہاں lower schools جس طرح فواد بھائی بات کر رہے تھے کہ ghost schoolsہیں ان کے لیے کون کام کرے گا،

گورنمنٹ responsibilityلے نہیں رہی۔ اگر گورنمنٹ اس کی responsibilityلے اور اس پر خاص طور پر کام کرے تو بڑا کچھ ہو سکتا ہے ۔ میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گا۔

شکایت ہے مجھے یا رب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے خاک بازی کا

شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب اعصام رحمانی ۔

جناب محمد اعصام رحمانی: میں آپ کی respect میں raise point of orderہیں کرنا چاہ رہا تھا مگر میں آپ کو تھوڑی سی پارٹی پالیسی کلیئر کرنا چاہ رہا ہوں، گرین پارٹی کی جو پارٹی پالیسی ہے اس میں ہم لوگ advocate privatizationکرتے ہیں مگر جو growing global financial crisisہیں اور اس وقت کے حالات دیکھتے ہوئے کہ چیزیں changeہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے it is in the national interest for the nationalization of certain industry in Pakistan.پہلی یہ بات clearکرنا چاہ رہا ہوں ۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں اگر ہم لوگ resolutionکے pointپر رہیں گے تو زیادہ اہم رہے گا۔ Uniformityکی بات ہم آگے کریں گے انشاء اللہ after the break. مگر بات یہاں پر ہوئی تھی technical and vocational educationسے جو رولنگ پارٹی ہے

اس کی سائیڈ سے بالکل distract ہو گئی ہے ۔
تیسری بات جس سے مجھے بہت پریشانی ہو گئی ہے
اور کچھ زیادہ افسوس ہو گیا وہ یہ بات ہے کہ
ہمارے جو Education Ministerہیں وہ دفعہ کھڑے
ہوئے اور ہم نے لوگوں technical educationکی
بات کی اور technical education بلوچستان
کے بارے میں بات کی اور ایک دفعہ نہیں کئی
دفعہ لیکن انہوں نے صرف retaliateکیا ۔ ہمیں
explainتو کریں کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے
لیے کتنا leverageہے ۔ کیا ہو سکتا ہے ، کیا
نہیں ہو سکتا اور please ذرا بلوچستان کو
highlightکریں کیونکہ یہ بہت بڑا matter of
concern ہے ۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمیر صاحب
آپ نوٹ کر لیں ، ہم endمیں آپ کو ٹائم دیں
گے۔ محترمہ گل بانو۔

محترمہ گل بانو: جناب سپیکر صاحب!ٹکنیکل
ایجوکیشن کی جو importanceہے اور جس طرح
ہمارے ملک میں اسے ignoreکیا جا رہا ہے ، اس
کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ
پاکستان میں only one student out of five
can reach to university. It means 80
percent students just complete their
metric education.میرا سوال یہ ہے اس ہاوس سے
کہ ان 80 percent studentsکا کیا مستقبل ہے ۔
وہ studentsجو Pakistanکا futureہیں ، ان کا
اپنا کوئی future Pakistan میں نظر نہیں آتا ۔
پوری دنیا میں human resources کے ذریعے

Especially - کیdevelopment جاتی ہے
ان50% earning میںdeveloped countries
human resourcesکے لیے میں اگر انڈسٹری کا
لفظ استعمال کروں تو I think it is better.
Pakistanمیں human resource industryکے اوپر
بہت ہی کم کام ہوا ہے۔ جہاں تک technical
vocational institutionsکی quality wise اگر
بات کی جائے، اگر quantity دیکھی جائے تو
پانچ چھ ڈسٹرکٹس میں آپ ایک با مشکل
vocational or technical educational
institute نظر آتا ہے - اس میں physical
facilitiesنہیں ہیں absenteeism of teachers
ہے - بلڈنگز نہیں ہوتی ہیں، اگر buildings ہیں
ایک proper planning and policyاس کے لیے
نہیں ہوتی۔ گورنمنٹ کو جو سب سے بڑا step لینا
چاہیےکہ تمام vocational institutesکو
superviseکرئے۔ اپنی ایک clear policy بنائے
تاکہ پاکستان کے 80% لوگ، 80 percent وہ
نوجوان جن کا کوئی مستقبل نظر نہیں آتا ہے وہ
بھی پاکستان کی developmentکے لیے ایک طرح
کا حصہ بن سکیں۔ دوسرا vocational
institutionsاور technical education کی
importance پاکستان میں اس طرح بھی ہے کہ
پاکستان میں about 66.6 percent people are
living in rural areas. وہاں تو ویسے ہی کسی
قسم کی facilities نہیں ہوتی ہیں۔ Boys تک کی
بات تو سمجھ آتی لیکن girlsکا اگر آپ دیکھیں
تو سندی میں only 17.95 girls can read and

تو اس حد تک ہماری illiteracy level ہے write - ایسے موقع پر اگر vocational training دی جائیں تو women بھی ایک strong part Pakistan کی development کا بن سکتی ہیں۔ I here just suggest کہ strongly supervision ہونی چاہیے اور clearer policy ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جی زاہد اللہ وزیر صاحب۔

Mr. Zahidullah Wazir: Mr. Speaker no one denies the importance of skilled labour in the industrial development of a country and these skilled labour would come from these technical and vocational training institutes but the dilemma of our country is that we treat and we have always treated education as a step mother and the technical and vocational training education institute is a double step mother. And I would like to pin point to very important problems. One of the problem is that there are high standard vocational institutes whether they are on paper or functional. And the second is that technical education is for those students who are not given admission in other field. So, those student s they come to these training and vocational training institutes they are not good students.

So, now I would like to give two or three solutions. One of the solutions is that there should be high standard technical and vocational training institutes should be established in the country so that good students go to these institutions and they play their role in the development and industrial development of the country and incentives should be given to the students and the teachers as well so that these institutions are attractive for intelligent students. Number third, some of the subjects of social sciences like political science, like sociology, like philosophy should be included in the curricula of these institutions so that the primary purpose of education is awareness, which is the furnishing of technical, critical and radical skew of the students and the broadening of once mental horizon of the students is fulfilled. So, the inclusion of some of the subjects of social sciences should be there. The primary purpose of education is awareness. If there is awareness in the people they would be collective conscious, when they are collectively conscious they would play more important and more assertive role in the development of the country. Thank you Mr. Speaker.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: ضمیر صاحب ہم ابھی آپ کو ٹائم دیتے ہیں - ہماری visitors’ gallery میں پروفیسر لائیق احمد صاحب تشریف لا چکے ہیں ہم ان کو اپنی پارلیمنٹ خوش آمدید کہتے ہیں۔

Now I request Mr. Prime Minister to wind up the resolution.

جناب ضمیر ملک: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر - میں یہ معلوم کرنا چاہ رہا ہوں کہ telephonic resolution کے بارے میں کیا رولنگ ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: ابھی آپ تشریف رکھیں Leader of the House بول رہے ہیں اس کے بعد آپ کو ٹائم دیں گے۔

جناب وزیر اعظم : بہت شکریہ سپیکر صاحب - یہاں پر اس سے پہلے کہ میں resolution کی spirit پر بات کروں- یہاں پر کچھ باتوں کی وضاحت کرنا بہت ضروری ہے- یہاں پر چونکہ privatization debate کی سائیڈ پر نہیں تھی لیکن کچھ members اس کو debate کے اندر لے کر آئے- میں یہ بات واضح کر دوں کہ ہماری جو بلیو پارٹی ہے اگر آپ اس کے manifesto کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں تو شروع سے ہی Pakistan کے strategic اداروں کو nationalize کرنے کی بات کی گئی ہے بلکہ جب یہ economic mess start ہوا تھا تب یہ لوگ privatization کی بات کرتے تھے اور اب ہم یہ

ہم پہلے nationalizationکے اوپر ہو گئے ہیں۔ ہی سے، ہمارے جو economic ماہرین ہیں nationalizationکی بات کر رہے تھے تاکہ ہم اس mess میں نہ جا سکیں۔

جناب اعصام رحمانی: میرا point of order یہ ہے کہ اسی لیے میں نے اپنی پارٹی پالیسی کلیئر کی تھی۔

Mr. Presiding Officer: Right. Point of order is valid.

جناب وزیر اعظم: شکریہ جناب سپیکر، یہاں پر میرے Education Minister نے speech کی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس گرین پارٹی کی resolution سے totally agree کرتے ہیں اور فواد ضیاء اور احمد جاوید صاحب کی طرف سے بہت ہی valid suggestions آئیں جن کو ہم ضرور اپنی گورنمنٹ کی پالیسی میں شامل کریں گے۔ سپیکر صاحب، دکھ وہاں پر ہوتا ہے جب suggestions کو شامل کیا جاتا ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے agree کرتے ہیں لیکن تنقید برائے تنقید کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کی suggestions include نہ کر رہے اور ہم صرف retaliate کر رہے ہیں جب کہ ہمارے سپیکر صاحب نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم agree کرتے ہیں اور آپ کی suggestions کو شامل کریں گے۔ جناب سپیکر صاحب اس کے ساتھ ہی ایک بات کہنا ضروری ہے کہ اگر بلوچستان میں ghost schools ہیں ، پنجاب میں بھی ہیں سرائیکی بیلٹ میں ، سرحد کے اندر میں بھی

ہیں، سندھ کے اندر بھی ہیں تو اگر سندھ کے ماڈل کو بنیاد بنا کر بات کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پاکستان کسی بھی صوبے کو ایجوکیشن کے اندر ignore کر رہے ہوں - دوسری بات یہ ہے کہ نیپال کے بجٹ کی بات کی گئی تو نیپال کی دفاعی ضروریات وہ نہیں ہیں جو پاکستان کی ہیں نہ ہی نیپال کی population اتنی ہے کہ آپ اس کو پاکستان کی پاپولیشن سے compare کر سکتے ہیں- ہم اس طرح ہی education budget کا phenomenally Pakistan اتنا increase نہیں کر سکتے جتنا اس وقت نیپال نے کیا ہوا ہے- جناب سپیکر میں آخر میں Vocational training institutes کے اوپر پارٹی پالیسی واضح کر دوں کہ ہم بالکل اس کے حق میں ہیں کیونکہ اس سے unemployment کم ہوتی ہے، اس سے remittances آتے ہیں اور سب سے بڑی بات کہ ہمارے کو اس وقت بد امنی اور بے چینی کا سامنا ہے کہ ان کو alternativeذرائع ملیں گے روزگار کے تو وہ کبھی بھی بغاوت اور بے چینی کی طرف نہیں جائیں گے تو ہم fully support کرتے ہیں اس resolution کو اور میری آپ سے درخواست ہے کہ اس پر voting کرائی جائے تاکہ ہم اس کو ہاوس سے approve کر ا سکیں-

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جی ضمیر صاحب آپ کے پاس صرف دو منٹ ہیں-

جناب ضمیر ملک : جناب ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے کہ کیا کوئی telephonic law

resolution بھیجنے کا حق دیتا ہے کیونکہ اورنگ زیب مری صاحب تو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں اور یہ کیسے آ گئی - کیا یہ فون پر بھیج دی گئی؟ یہ جناب مجھے clear کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: باقی movers یہاں پر موجود ہیں اور انہوں نے ہی اس کو شروع کیا تھا۔ Now I will get of House about کہ اس resolution پر voting کرائی جائے یا اس کو Standing Committee میں ریفر کیا جائے - مسٹر احمد جاوید، محسن سعید صاحب موجود ہیں ، یہ تین اراکین کی طرف سے یہ resolution آئی تھی اور دو لوگ یہاں موجود ہیں تو that is sufficient. Now I will get sense of House کہ voting کرا لی جائے یا کمیٹی کی طرف اسے ریفر کیا جائے؟

The motion was put before the House.

(The resolution was passed)

Mr. Presiding Officer: The resolution stands passed. Now I will request our guest speaker Professor Laeeque Ahmed Khan a renowned educationist and has been working with various academic institutions in both private and government sector to please come to rostrum give a big hand to him.

YOUTH 2-2 FAZAL 01-01-2009

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):جناب وزیر اعظم صاحب، مسٹر سپیکر صاحب، اراکین کابینہ اور پارلیمنٹیرین آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد- اتفاق کی بات یہ ہے کہ عیسوی اور اسلامی کیلنڈر تقریباً ساتھ ساتھ شروع ہوئے ہیں- آج اسلامی کیلنڈر کی تین محرم ہے اور عیسوی کیلنڈر کی پہلی جنوری ہے- یہ آپ کے ادارے کی ایک لمبا چوڑا ایجنڈا مجھے بھیجا تھا کہ ان موضوعات پر آپ سے بات کرنی ہے- تو میں اس ترتیب سے تو شاید نہ چل سکوں جو انہوں نے مجھے دی ہے لیکن یہ میں ضرور عرض کروں گا آپ سے کہ ہمارا جو عام تعلیم کا نظام ہے وہ تین مرحلوں پر مشتمل ہے- پہلا پرائمری سطح ہے، دوسری ثانوی تعلیم ہےجوکہ ایف اے، ایف ایس سی تک جاتی ہے اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم ہے جو بی اے، ایم اے، ایم ایس سی، انجینئرنگ، ایگریکلچر، تعلیم حیوانات، ڈنٹسٹری اور کامرس ہے- جہاں تک پرائمری تعلیم کا تعلق ہے- مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ ہم آج تک 1947سے لے کر 61سال میں 5سے 9سال کے بچوں کو پرائمری کا مستحق قرار دیتے ہیں- حالانکہ 1959کی تعلیمی پالیسی میں پرائمری تعلیم 4سال سے بڑھاکر 5سال کر دی گئی تھی- لہذا، اب 5سے 9نہیں بلکہ 5سال سے 10سال کے بچوں سکول میں ہونا چاہیے- لیکن ہم آج تک ابھی پچھلے ہفتے تک جو وزارت تعلیم نے اپنے کاغذات شائع کئے ہیں ان میں 5سے 9سال کے بچوں کو پرائمری

تعلیم کے لئے مستحق قرار دیا۔ یہ 1959سے ایوب خان 1958میں آئے تو انہوں نے آکر ایک شریف کمیشن بنایا ایس ایم شریف صاحب اس زمانے میں وفاقی سیکرٹری تعلیم تھے ان کے زیر صدارت۔ اس میں یہ سوچ کر کہ پرائمری تعلیم 4سال ذرا کم ہے ایک سال اس میں اضافہ کر دیا جائے تو 5سال کا لڑکا جب پرائمری تعلیم حاصل پاس کرے گا تو شاید اس کی علمیت بہتر ہوگی۔ اس لئے پرائمری تعلیم کو 4سال کی بجائے 5سال کر دیا گیا۔ ا ایک سال میڈل سکول کا نیچے کر دیا۔ چنانچہ ہمارا میڈل سکول جو ہے وہ 3سال کا رہ گیا۔ جو ہمارے اسلامی مدارس ہیں انہوں نے ہمارا جو عام تعلیم کا نقشہ تھا اس کو استعمال کیا اور ان کی ابتدائی جو پہلا مرحلہ ان کے تعلیم کا ہے۔ جس طرح 3مراحل جس طرح ہمارے ہیں ان کے بھی ہیں۔ ان کے ہاں پہلے مکتب ہے جوکہ پرائمری تعلیم ہے۔ اس کے بعد مدرسہ ہے جوکہ ثانوی تعلیم ہے اور اس کے بعد دارالعلوم ہے جوکہ یونیورسٹی ہے اور جہاں باقی تعلیم دی جاتی ہے۔ پہلے جو 4سال ہیں اس کو ہمارے مکتب میں ابتدائیہ کہتے ہیں اور ہم اسے انگریزی سسٹم میں پرائمری تعلیم کہتے ہیں۔ وہ اپنے مدرسے کی ابتدائیہ 4سال کے بعد 4سال کا متوسطہ رکھتے ہیں۔ متوسط لفظ درمیان کا ہے۔ جس کو ہم میڈل کہتے ہیں جو پہلے 4سال پہلے تھا اب 3سال رہ گئے ہیں۔ لہذا، اب تھوڑا سا فرق ہم میں اور اسلامی مدرسوں کی تعلیم میں ایک سال کا فرق آ گیا ہے کہ ہمارا میڈل 3سال کا ہے اور اسلامی

مدرسوں کا میڈل سکول 4سال کا ہے۔ اس کے بعد ان کا ہے ثانوی عامہ جو میٹرک کے برابر ہے اور اس کے بعد اسلامی مدارس کا ہے ثانویہ خاصاجو ایف اے کے برابر ہے اور اس کے بعد دارالعلوم ہے جس کے پاس سندات ہیں بی اے اور ایم اے کے ہیں اور ان کی تعلیم 16سال کی ہے۔ اسی لئے صدر ضیاء الحق صاحب نے 16سالہ اسلامی مدرسوں کی تعلیم کو اپنے 16سالہ سیکولر تعلیمم کے برابر قرار دیا تھا ملازمت کے لئے۔ آگے آئندہ تعلیم کے لئے نہیں ہے۔ ہمارے ہاں انجینئرنگ یونیورسٹی میں انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز ایک ادارہ ہے، اس کا جو لوگ privately diplomaکرتے ہیں انہیں ملازمت کے لئے بی ایس سی انجینئرنگ کے برابر تصور کیا جاتا ہے لیکن وہ ایم ایس سی انجینئرنگ میں داخلہ نہیں لے سکتے۔ اعلیٰ تعلیم میں جا نہیں سکتے صرف ملازمت کی حد تک ان کا جو ڈپلومہ ہے وہ بی ایس سی کے برابر ہے۔ اسی طرح سے اسلامی مدارس کی 16سال کی تعلیم ہماری سیکولر تعلیم کی 16سال کے برابر ہے صرف ملازمت کے لئے۔ بدقستمی یہ ہے کہ پرائمری تعلیم میں 60سال کے بعد بھی صرف 66فیصد بچے پرائمری سکول میں جاتے ہیں۔ باقی 34فیصد بچے سکول کی تعلیم سے محروم رہتے ہیں اور اس 66فیصد میں سے بھی 50فیصد یعنی 33فیصد بچے جو ہیں وہ سکول میں پانچویں تعلیم مکمل نہیں کرتے۔ وہ پانچ سال سے پہلے سکول چھوڑ جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 100طلبہ اور طالبات میں سے صرف 33فیصد ایسے

ہیں جو کہ سکول کے 5سال کی پرائمری تعلیم مکمل کر تے ہیں۔ باقی جو ہیں وہ ناخواندہ افراد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ 60سال بہت عرصہ ہوتا ہے اور ہماری 60سال میں پالیسیاں 1959میں ایک آئی، پھر 1969میں آئی، پھر 1979میں ضیاء الحق صاحب کی آئی، پھر 1992میں آئی، پھر 1998میں آئی۔ تو جو حکومت آتی ہے سب سے پہلا کام یہی کرتی ہے کہ پالیسی دے دیتی ہے اور وہ بھی پالیسی دیتے ہیں۔ اس لئے کہ عوام الناس کی دلچسپی شاید تعلیم میں ہے ہی نہیں۔ تو ہر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ تعلیم کی پالیسی پہلے دے دو اس پر کوئی بولے گا بھی نہیں اور کام بھی چل جائے گا۔ ایک تبدیلی آ جائے گی۔ چنانچہ ہم سب سے پہلے ایوب خان کی پالیسی جو 1959میں آتی ہے لیکن اس سے پہلے ایک شخصیت تھی قائد اعظم محمد علی جناح کی جنہوں نے 1946میں ایک تعلیمی کمیشن بنایا تھا اور اس کو یہ کام سونپا تھا کہ وہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ملاقات کریں گے اور ایک نئے نوزائیدہ اسلامی ملک کے نظام تعلیم کو ترتیب دیں گے۔ بدقسمتی سے وہ کمیشن نہیں مل سکا اس لئے کہ علی گڑھ میں ہندؤوں مسلم فسادات شروع ہوگئے۔ 14اگست 1947کو پاکستان معرض وجود میں آیا اور قائد اعظم نے کسی محفل میں اس کمیشن کا ذکر کیا جو انہوں نے بنایا تھا۔ اس زمانے میں فضل الرحمان صاحب مشرقی پاکستان کے وزیر تعلیم تھے انہوں نے قائد اعظم کی یہ بات سنی اور 2دسمبر کو انہوں نے پہلی آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس کراچی

میں منعقد کی۔ جس میں تقریباً 103ماہرین تعلیم مشرقی پاکستان سے اور مغربی پاکستان سے اس میں شامل ہوئے۔ بدقسمتی یہ رہی کہ ہمارے مشرقی پاکستان کے بھائیوں نے اور ہمارے سندھ کے بھائیوں نے یہ اعتراض کیا اور ان کا اعتراض شاید جائز بھی تھا کہ ہم تو اپنی عدالتوں میں اور اپنے سکولوں میں اپنی علاقائی زبان استعمال کرتے ہیں۔ تو ہم خواندگی کے لئے اردو کو کیسے استعمال کرسکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے لئے بھی اردو ایسی ہے جسے کوئی اور زبان انگریزی یا چینی یا جاپانی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جناب یہ ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ آپ قومی سطح کے اوپر خواندگی کے لئے کوئی ایک نصاب بنائیں۔ چنانچہ اس پہلی تعلیمی کانفرنس میں فیصلہ یہ ہوا کہ صوبائی حکومتیں خواندگی کو فروغ دیں گے۔ چنانچہ پنجاب نے لالا موسیٰ کے اندر ایک اکیڈمی بنائی اور لوکل گورنمنٹ جو مقامی حکومتوں کا ادارہ تھا اس کے زیر اہتمام خواندگی کا شعبہ دے دیا۔ یعنی تعلیم سے اس کا تعلق نہیں رکھا۔ اسی طرح بلوچستان میں سوشل ویلفیئر کے محکمے کے تحت خواندگی کو دے دیا گیا۔ سندھ حیدر آباد میں نصاب بنانے کا ادارہ تھا اس کو اس کا مہتمم بنایا گیا۔ چنانچہ خواندگی کبھی بھی محکمہ جات تعلیم کا حصہ نہیں رہی۔ ایک تو یہ بات ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جب ہم نے پاکستان میں پہلی مرتبہ مردم شماری 1951میں ہوئی کیونکہ ہر دس سال کے بعد مردم شماری دنیا بھر میں ہوتی ہے اور دس سال

اور اس سے اوپر کے لوگوں کی مردم شماری ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستان کا جو census law مردم شماری کا قانون ہے وہ دسمبر 1949 میں پاس ہوا۔ اس وقت کے گورنر جنرل نے جنوری میں اس کی منظوری بھی دے دیں، لیکن جب ہم نے دیکھا پورے پاکستان میں تو ہمیں کوئی افسر ایسا نظر نہیں آیا جس کو مردم شماری کا تجربہ ہو۔ چنانچہ جنوری 1950 میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ عہدہ جو ہے census commissioner کا اس کو بین الاقوامی سطح کے اوپر advertise کر دیا جائے۔ چنانچہ ہم نے اس کا اشتہار دے دیا اور ایک Mr. Slade جو اس وقت جرمنی میں تھے ان کو ہم نے پاکستان کا پہلا census commissioner بنایا۔ اب یہ تو میں کہہ نہیں سکتا کہ انہیں اس کا علم تھا یا نہیں تھا۔ الحمدللہ ہم ایک مسلمان ملک ہیں اور ہمارے ہاں 5,6 سال کا بچہ جو ہے اس کو ہم قرآن کی تعلیم ضرور دلواتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم تو ہمارے بچے پڑھ سکتے ہیں۔ 5,6,7,8 کا بچہ قرآن حکیم پڑھ لیتا ہے۔ کیونکہ ہم مسجد میں پڑھواتے ہیں۔ ٹیوٹر رکھ کر پڑھواتے ہیں۔ Slade Sahib نے جو خواندگی کی تعریف کی وہ یہ تھی کہ وہ شخص خواندہ کہلائے گا جو کسی زبان میں ایک عبارت پڑھ سکتا ہو اور ایک آسان خط لکھ سکتا ہو۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں مسجد میں پڑھتے ہیں۔ انہیں تو زبانی کچھ سورتیں یاد ہیں۔ الحمد تو کم از کم سبھی کو یاد ہے۔ تو اس کے تحت جب انہوں نے مردم شماری کی تو 1951 میں ہماری شرح خواندگی 16.4 تھی۔ 10 سال گزر گئے

اور 1961میں دوبارہ مردم شماری ہوئی اور اس وقت کسی صاحب کے ذہن میں یہ آیا کہ صاحب پڑھنا تو کافی نہیں ہے- سمجھ کر پڑھنا کافی ہے- لہذا، انہوں نے لکھا کہ خواندہ وہ شخص ہوگا جو کوئی عبارت سمجھ کر پڑھ سکتا ہو اور ایک آسان خط لکھ سکتا ہو-

(اس موقع پر میڈم ڈپٹی سپیکر (محترمہ کشمالہ خان درانی) کرسی صدارت پر متمکن ہوئی)

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):چنانچہ شرح خواندگی 16.4سے گر کر 16.3رہ گئی ہے- دس سال کے بعد- تیسری مرتبہ مردم شماری 1972میں ہوئی- 1971میں ہونی چاہیے تھے لیکن بدقسمتی سے مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا تو اس لئے تیسری مردم شماری 1972میں ہوئی اور اس میں شرح خواندگی 21.7آئی- چوتھی مردم شماری 1981میں ہوئی اور شرح خواندگی 23.2آئی- وزارت تعلیم نے یہ خط لکھا Commissionerمردم شماری کو کہ جناب جو طلباء اور طالبات دوسری زبان چھوڑ کر جاتے ہیں سکول سے وہ تو واپس ناخواندہ ہو جاتے ہیں، لیکن جو تیسری زبان مکمل کر کے جاتے ہیں وہ ناخواندہ نہیں ہوتے- آپ نے ان تمام لوگوں کو جو سکول چھوڑ گئے ناخواندہ میں شمار کیا ہے- لہذا، آپ اپنی اس شرح خواندگی پر نظرثانی کریں- چنانچہ 1981میں جو سرکاری figuresشرح خواندگی کی آئی وہ 26.2تھی- اس کے بعد 17سال تک پاکستان

میں مردم شماری نہیں ہوئی۔ کیوں نہیں ہوئی؟ آپ کا یہ حق ہے as parliamentariansکہ آپ جانیں کہ کیوں نہیں ہوئی؟ اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ جو ہمارا central consolidated fundہے آئین کے تحت یعنی جو ہمیں taxesوصول ہوتے ہیں۔ جو ہم اپنی بندرگاہوں سے ٹیکس لیتے ہیں یا اور جو ہمارے ٹیکس وصول ہوتے ہیں، سب ملا کر جو پیسہ صوبوں کو جاتا ہے وہ آبادی کے لحاظ سے جاتا ہے۔ چنانچہ 1981سے 1998تک مردم شماری اس لئے نہیں ہوئی کہ اگر کسی صوبے کی آبادی زیادہ ہو جائے گی تو کیا ہوگا۔ پھر اس کو زیادہ پیسے دینے پڑیں گے۔ ظاہر ہے کہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ تو باقی صوبے محروم رہ جائیں گے، لیکن اچھی بات یہ ہوئی کہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے فیصلہ یہ کیا کہ صوبوں کو جو مالیاتی مدد دی جائے گی وہ 1981کے اعداد و شمار پر دی جائے گی۔ لہذا، 1998میں مردم شماری ہوئی اور اس میں شرح خواندگی 45فیصد آئی۔ اب اگر آپ میں سے بعض خواتین و حضرات نے شرح خواندگی لکھی ھے تو آپ یہ دیکھیں گے کہ 1972اور 1961کے درمیان 11سال فرق ہے اور اس کے اندر جو ہماری سالانہ شرح خواندگی بڑھنے کی شرح ہے وہ 5. کے قریب آتی ہے - 1951اور 1961میں یہ آتی ہے اور 1961اور 1972کے درمیان ہماری شرح خواندگی 49.کے قریب آتی ہے۔ گویا کبھی بھی وہ 5.سے اوپر نہیں ہوئی ہے، لیکن 1981 اور 1998 کے درمیان پہلی بات یہ ہوئی کہ ضیاء الحق صاحب نے کہا کہ ہم اسلامی صدی ہجری

منائیں گے۔ چنانچہ سو سال ہو گئے تھے نئی صدی شروع ہونے والی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ اسلام میں کیونکہ تعلیم پر بہت زور دیا گیا ہے اس لئے ایک کمیشن بنایا جائے جسے خواندگی کمیشن اور تعلیم عامہ کا کمیشن قائم کیا جائے، چنانچہ وہ 1981میں قائم ہوگیا۔ 1982میں مرحوم ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے (اللہ انہی جنت نصیب کرے) انہوں نے اپنا special priority development programmeمخصوص ترجیحی ترقیاتی پروگرام شروع کیا، جس کے تین جزو ہیں۔ ایک immunizationتھا، ایک ٹریننگ تھی اور ایک مسجد سکول تھا۔ جیساکہ میں نے عرض کیا کہ الحمدللہ ہم مسلمان ملک ہیں۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی مسجد ہیں اور مسجد ہمیشہ سے ایک تعلیم کا ذریعہ بھی رہی ہے۔ لہذا، محبوب الحق صاحب نے 10ہزار مسجد سکول کھولنے کو عندیہ دیا وزارت تعلیم کو۔ ہم نے اس پر عمل کیااور ہم نے مسجد سکول کھول دیئے۔ ایک سال میں 10ہزار سکول کھول دیئے۔ جب 10ہزار سکول کھولے تو محبوب الحق صاحب کو بہت حوصلہ ملا اور انہوں نے اگلے 5سالہ منصوبے میں 45ہزار مسجد سکولوں کے قیام کافیصلہ کیا۔ چنانچہ اگلہ 5سالہ منصوبے ہے اس میں 45ہزار مسجد سکول کھولے گئے۔ اس طرح ہم نے کوشش کی کہ ہم خواندگی کو بڑھائیں۔ تو ایک طرف کمیشن بن گیا اور ایک طرف special priority development programme آ گیا اور اس کے ساتھ ہی سوشل ایکشن پروگرام شروع ہو گیا۔ تو کئی چیزیں بیک وقت آ گئیں جس

کی وجہ سے 1998میں ہماری شرح خواندگی 45فیصد ہو گئی گویا 1981اور 1998کے درمیان 1.1فیصد کے حساب سے سالانہ شرح خواندگی بڑھتی رہی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وزارتعلیم نے اس کے بعد جتنی بھی projectionکی ہیں وہ صرف 1.1کی بنیاد پر کی ہے۔ یعنی اگر دو سال ہو گئے تو 2.2بڑھ گئی ہے شرح خواندگی۔ یہ صرف کاغذوں پر ہے۔ کسی نے اس کا سروے نہیں کیا۔ کیونکہ مردم شماری اس کے بعد ہوئی نہیں ہے۔ مردم شماری تو اب اپریل میں انشاء اللہ ہوگی۔ امید تو ہے۔ اکتوبر میں ہونی تھی لیکن اب اپریل میں ہوگی۔ تو ابھی تک کوئی comparisonجو ہے شرح خواندگی کا 1947سے اب تک ہو نہیں سکتا۔ اس لئے ہم یہ کہہ نہیں سکتے کہ پاکستان میں شرح خواندگی ہے کیا؟ آپ economic surveyدیکھئے۔ Economic surveyمجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس میں کوئی بھی جو اعداد و شمار ہیں وہ صحیح نہیں ہوتے۔ اگر آپ کوئی بھی economic surveyاٹھا لیں تو آپ کو کہیں بھی اس میں synchronizationنہیں ملے گی۔ دوسرا مسئلہ ہمارے ہاں proceduresکا ہے۔ جب وزارت تعلیم میں ایک پالیسی آتی ہے تو اس پالیسی میں بہت سی نئی چیزیں ہوتی ہیں۔ ہم اس کے اوپر بہت سے projectsبناتے ہیں۔ جب Planning Commission میں project لے کر جاتے ہیں کیونکہ ایک DWPہے، ایک CWPہے اور ایک ECNECہے اور ان سب کو مختلف tiersدیئے گئے کہ اتنے حد تک جو منصوبہ ہے وہ آپ approveکریں گے، اس سے زیادہ مالیت کا ہوگا تو وہ

approveکرے گا۔ چنانچہ جب ہم Planning Commission میں لے کر جاتے ہیں تو کمیشن ہم سے پوچھتا ہے کہ یہ پلان میں ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ یہ پلان میں تو نہیں ہے۔ کیونکہ 1969 کی پالیسی اگر آئی ہے تو پلان تو 1970میں بنا ہے۔ تو یہ کیسے آ سکتی ہے اس کے اندرتو نہیں آ سکتی۔ لہذا، وہ کہتے ہیں کہ اچھا جی اگر پلان میں نہ ہیں تو آپ باہر تشریف لے جائیں۔ دوسری منسٹری کوبھیج دیں ہم ان کے projectsکو approveکریں گے۔ تو اس لئے تعلیمی پالیسی کے بہت سے پروگرام جو ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکا۔ صرف 1959کی پالیسی پر جو سفارشات ہیں ان پر عمل ہوا۔ کیوں؟ اس لئے کہ 1960سے 1965تک کا دوسرا 5سالہ منصوبہ اس وقت بن رہا تھا جبکہ یہ سفارشات شریف کمیشن نے پیش کئے۔ 1959میں سفارشات آئی اور 1959کے اندر دوسرا 5سالہ منصوبہ بن رہا تھا۔ جب مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا اور بھٹو صاحب پہلے بطور صدر اور پھر وزیر اعظم کے تشریف لائیے تو انہوں نے 5سالہ منصوبے بند کر دیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر سال ایک پلان بنائیں گے اور اس میں جو سفارشات ہوں گی اس پر عمل کریں گے۔ چنانچہ 1972کی جو پالیسی ہے، جوکہ عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب نے پیش کی تھی اس کی سفارشات کیونکہ Annual development programmeتھا اس لئے ہر سال اس کے اندر شامل ہوتی گئی اور اس پر عمل ہوا۔ لہذا، 8میں سے صرف دو پالیسیاں آپ کو ملیں گےایک 1959اور ایک 1972کی پالیسی جن کی

سفارشات پر عمل ہوا۔ میں آپ کے ساتھ shareکر سکتا ہوں کیونکہ آپ future parliamentariansبھی ہیں اور presentlyبھی آپ parliamentariansہیں، ہم نے ایک خط لکھا تمام صوبائی سیکرٹری تعلیم کو کہ آپ ان اساتذہ کے نام ہمیں بھیج دیں جن کا کم از کم 5سالہ تجربہ ہے پرائمری سکول پڑھانے کا جو میٹرک پاس ہیں اور جنہوں نے پی ٹی سی کیا ہوا ہے۔ بدقسمتی سے تین صوبوں نے ہمیں نام بھیج دیئے اور چوتھے نے ہمیں جواب ہی نہیں دیا۔ میں نے انہیں فون کیا کہ جناب دو ہفتے گزر گئے کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جناب وزیر تعلیم نے وہ فائل منگوا لی ہے اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس صوبے کے جو ممبران اسمبلی ہیں وہ جس اقدام کی سفارش کریں اس کو شامل کیا جائے۔ ہم نے کہا کہ چلیں ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جائے وزیر تعلیم نے حکم دیا۔ چنانچہ سیکرٹری صاحب نے تمام MPAsحضرات تھے ان کو خطوط لکھے کہ صاحب آپ سفارش کریں کہ کس استاد کو آپ لگوانا چاہتے ہیں کیونکہ گریڈ 5سے 7میں لانا چاہتے ہیں۔ پھر یہ ہے کہ اس کا جواب ہی نہیں آیا۔ دو تین ہفتے گزر گئے، اس سے پوچھا کہ بھئی اب کیا آفت آ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ فائل اب چیف منسٹر نے منگوالی ہے اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ نہ صرف ممبر صوبائی اسمبلی بلکہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اس صوبے کے جو ممبران ہیں ان سے بھی پوچھا جائے کہ وہ کس کی سفارش کرتے ہیں۔ اس سارے مسئلے میں اتنی دیر ہو گئی کہ باقی تین صوبوں

کی جو فہرستیں تھیں وہ پڑی رہیں ہمارے پاس اور ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ایک تو یہ مجبوری تھی۔

عالمی بینک نے جو پہلا ایجوکیشن پراجیکٹ دیا وہ ایگریکلچر کالج فیصل آباد کو یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا تھا۔ جو دوسرا عالمی بینک نے ہمیں پیسے دیے وہ 1967میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور اور NEDکالج کو یونیورسٹی بنانے کے لئے تھے۔ تیسرا منصوبہ جو عالمی بینک نے ہمیں پیسے دیئے وہ ایگریکلچر یونیورسٹی ٹنڈوجام کو اپ گریڈ کرنے کا تھا۔ گویا آپ دیکھیں گے کہ عالمی بینک نے جو پیسے ہمیں دیئے وہ صرف اعلیٰ تعلیم کے لئے دیئے۔ لیکن 1979میں پہلی مرتبہ عالمی بینک نے پرائمری تعلیم کے لئے ہمیں پیسے دیئے اور وہ تھے 10 ملین ڈالرز۔ اور وہ تجرباتی پروگرام تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ سکولوں میں کلاس روم بہتر بنائیں اور آپ اساتذہ کی ٹریننگ کا بندوبست بہتر کریں۔ آپ supervision بہتر کریں کیونکہ ہمارا پرائمری سکول سارے ملک میں صرف 180 دن کھلتا ہے۔ باقی دنوں میں بند رہتا ہے۔ گرمی کی چھٹیاں ہیں اور کبھی سردیوں کی چھٹیاں ہیں۔ gazetted holydays ہیں اور اتوار آ جاتے ہیں۔ تو وہ سب ملا کر صرف 180 دن رہ جاتے ہیں۔ لیکن ایک جو EDO ہے پنجاب کا اسے 250 سکول دیئے گئے ہیں supervise کرنے کے لئے اگر وہ روزانہ بھی ایک سکول کرے گا تو سال بھر میں 180 سکول کر سکتا ہے۔ 250 تو کر ہی نہیں سکتا۔ تو جہاں تک supervision نہیں ہوگی تو پھر اساتذہ بھی کام

صحیح نہیں کرتے۔ جہاں تک کہ ہمارا standard of education ہے۔مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے جتنے بھی طلباء اسی نظام سے نکلتے ہیں جس کی میں مشکلات گنواتا رہا ہوں آپ کو اور اس کے نقائص گنواتا رہا ہوں اسی نظام سے جو طلباء نکلتے ہیں وہ بیرون ملک جاکر دنیا کے تمام لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور کامیاب ہوکر واپس آتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں جتنے طلباء گئے ہیں PhD اور M Phil کرکے آئے ہیں اور دنیا کے تمام طلباء و طالبات کے مقابلے میں کرکے آئے ہیں اور اسی نظام کی پیداوار ہیں۔ لیکن میں س میں سجھتا ہوں ایک تو انفرادی کوشش ہے ان طلباء و طالبات کی ہے اور دوسری خوش قسمتی ان کی یہ ہے کہ انہیں بعض اچھے اساتذہ مل گئے جنہوں نے ان کی تربیت اچھی کی۔ جنہوں نے ان کو اچھی تعلیم دی ہےاور وہ بہت ہی اچھی یونیورسٹیاں ہیں MIT, CIT, Preston, Stanford, Cambridge and Oxford ہے۔ ان یونیورسٹیوں سے لوگ پڑھ کر آئے ہیں اور کامیاب ہوکر آئے ہیں۔ اور اسی نظام کے نکلے ہوئے ہیں۔ قدیر خان بھی اسی نظام سے نکلا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام بھی اسی نظام سے نکلا ہے۔ ایم اے تک یہی پڑھتے رہے، باہر نہیں پڑھے ہیں لیکن نوبل پرائز ان کو ملا ہے۔ جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کا تعلق ہے۔ نجی شعبہ ہمارے ہاں دو طرح involved ہے۔ ایک پیسے کمانے کے لئے اور ایک عوام الناس کی بہبود کے لئے۔ آپ تمام Parliamentarians ہیں اور آپ پاکستان کے مختلف

شہروں سے تشریف لائے ہیں۔ سب سے مشہور کالج ملتان کا ہے۔ ایمارشن کالج ملتان ہے۔ سب سے مشہور کالج سیالکوٹ کا مرے کالج سیالکوٹ ہے۔ سب سے بہترین کالج راولپنڈی کا گارڈن راولپنڈی ہے۔ لاہور میں ایف سی کالج ہے، دیال سنگھ کالج ہے، ایم اے او کالج ہے اور اسلامیہ کالج ہے۔ یہ سب پرائیویٹ سیکٹر کے ہیں۔ ایک گورنمنٹ کالج لاہور کا ہے۔ باقی تو سارے پرائیویٹ سیکٹر کے ہیں۔ آپ کسی بھی صوبے میں چلے جائیں۔ پرائیویٹ اسلامیہ کالج کراچی ہے۔ بہت اچھا ہے۔ NED یونیورسٹی بن گئی۔ داؤد صاحب نےجو انجینئرنگ یونیورسٹی کراچی میں بنائی ہے۔ پہلے داؤد کالج آف انجینئرنگ کہلاتا تھا اب یونیورسٹی بن گئی ہے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر نے دو طرح سے کام کیا ہے۔ ایک پیسے کمانے کے لئے اور ایک بہبود کے لئے۔ جن لوگوں نے بہبود عامہ کے لئے کام کیا وہ کامیاب رہے۔ انجمن حمایت اسلام نے جو خدمات تعلیم کے میدان میں دی ہیں وہ شاید رہتی دنیا تک قائم رہیں گے اور سنہرے حروف میں لکھے جائیں گے۔

میں ہائیر ایجوکیشن کا بھی چھوٹا سا ذکر کر دوں۔ پاکستان میں ہم 9 یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ وہ 9 یونیورسٹیاں نہیں بن رہی ہیں۔ میں10 سال تک ایشن انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی بنکاک کے بورڈ آف ٹرسٹیز کا ممبر رہا ہوں۔ AIT بنکاک پاکستان کی انجینئرنگ یونیورسٹی سے بہترین طلباء کو منتخب کرتا ہے لیکن ہرسال اس انسٹی ٹیوٹ کے

President نے مجھ سے صرف ایک شکایت کی کہ آپ کے لڑکوں کو نہ انگریزی آتی ہے اور نہ mathematic آتا ہے۔ ہم آج تک انگریزی پڑھنے Dived copper feed, Gentleman of France, Water Scott کا ناول ہمارے FA میں لگا ہوا ہے۔ میں نے پڑھا ہے۔ میں Dived کی language میں نوٹ لکھوں تو میرا منسٹر اگلے دن مجھے نوکری سے برخاست کر دے گا۔ میں Water Scott کے انگریزی میں نوٹ لکھوں تو میرا سیکرٹری مجھے لات مار کے باہر نکال دے گا۔ ارے بھائی میں کسی اور مقصد کے لئے انگریزی پڑھ رہا ہوں۔ آپ مجھے کسی اور مقصد کی پڑھا رہے ہیں۔ انگریز کے زمانے میں ناول اس لئے لکھتے تھے کہ ہم ان کی ثقافت سے روشناس ہو جائیں۔ اب ہمیں ان کی ثقافت نہیں چاہیے۔ ہمیں وہ ٹیکنیکل انگریزی چاہیے ہمارے انجینئرز کے لئے۔ ہمیں وہ انگریزی چاہیے جو لوگ صحافت میں جانا چاہتے ہیں اور جو میڈیا میں جانا چاہتےہیں۔ ہمیں ہائر لیول پر آکر انگریزی کی تقسیم کرنی پڑی۔ ہمیں ہر شخص کے ضروریات یا ایک کلاس، ایک کالج یا ایک انسٹی ٹیویشن کے مطابق انگریزی کی تعلیم دینا ہوگا۔

آپ کوئی سوال وغیرہ کرنا چاہیں تو کریں۔

جناب نیاز محمد: پروفیسر صاحب! میرا تعلق زیارت بلوچستان سے تعلق ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ رہی ہے کہ ہمیشہ سے فراہیوں کے چھوڑے گئے سسٹم کو چلا رہے ہیں اور کوانس کے چال چلا اپنی بھی بھول گیا کہ مصداق، اپنی

روایات، ثقافت اور اقدار سے بھیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی قسم کے سسٹم میں سے ایک لارڈ میکالے کا نظام تعلیم ہے جو اب تک ہمارے ہاں نافذ چلا آ رہا ہے۔ آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو ترک کرکے اپنا کوئی سسٹم وضع نہیں کر سکتے جو ہماری روایات، اقدار اور مذہب سے ہم آہنگ ہو۔

Thank you.

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

کر سکتے ہیں اور ہمارے مدارس میں یہ نظام رائج ہے۔ لیکن اگر آپ نے دنیا سے مقابلہ کرنا ہے، اگر آپ نے ان ممالک کے ساتھ بیٹھنا ہے جو ترقی یافتہ ہیں تو آپ کو بدقستمی سے لارڈ میکالے کا نظام follow کرنا پڑے گا۔

جناب ضمیر احمد ملک (وزیر تعلیم):

جناب! یہ جتنے بھی کمیشن بنائے گئے شریف خان سے لے کر متعدد کمیشن۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں جب میں گاؤں میں پڑھتا تھاتو میں جس سکول میں جاتا تھا تو وہاں بڑا بڑا لکھاہوتا تھا۔ وہ ایک مڈل سکول تھا Unity, Path and Discipline اور اوپر قائد اعظم محمد علی جناح کا نام نقش تھا۔ آپ ہمیں بتائیں کہ کیا ان کمیشنز جتنے بھی بنے خاص طور پر شریف خان کمیشن اور ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جو کمیشن بنا اس میں قائد اعظم محمد علی جناح کے جو تعلیم کے بارے میں نظریات تھے ان کو کیا جگہ مل سکی اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ

کیا نظریات کیا ہیں جو ہم lack کرتے ہیں اور جو ہمارے پاس ہونے چاہیے۔ شکریہ۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

قائد اعظم کی زندگی میں میرے بھائی 1947 میں آل پاکستان ایک ایجوکیشن کانفرنس ہوئی تھی اور اس کانفرنس میں بھی ان کے خیالات بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ باقی چیزیں جو تھیں وہ دیکھنے تھیں کیونکہ ہم جب ایک نظر ڈالتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ لوگ یہاں قرآن کریم کے اصول بھول گئے ہیں۔ لوگ یہاں پر رسول پاک کے جو احکامات ہیں وہ بھول گئے ہیں۔ تو قائد اعظم بیچارے کی کیا حیثیت تھی اس کے مقابلے کے اندر۔ آپ نے سکولوں میں Unity, Faith, Discipline دیکھا ہے وہ اب ہٹ کر دوسری تصویریں لگنی شروع ہو گئی ہیں اور اس کے بعد کوئی اور تصویریں لگنی شروع ہو جائیں گی۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ ہر چیز بدلتی رہتی ہے۔

قائد اعظم نے جو ایک نوزائیدہ مملکت کے لئے ایک ایجنڈا تعلیم کا بنایا تھا اس کے اندر ماڈرن ایجوکیشن plus value system Islamic جو ہمارا مشرقی روایات ہیں وہ اس کے ساتھ integrate کرنی تھی جو ہم نہیں کر سکے۔ 60سال میں ہم نہیں کر سکے۔

جناب محسن سعید: شکریہ میڈم سپیکر! سر! میرا آپ سے سوال ہے کہ تعلیم جو ہے وہ انسانی رویوں اور اخلاقیات کے پنپنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور انسانی شعور کے معیار کو بلند کرتی ہے لیکن ہم اجتماعی طور پر دیکھتے

ہیں اور انفرادی طور پر کہ ہم ان چیزوں سے خالی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم کرپشن کو لیں تو یہ جو ہمارے ملک کا انتہائی پڑھا لکھا طبقہ ہے،زیادہ تر وہی ملوث ہوتا ہے۔ تو میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ مسئلہ کہاں پر ہے، نظام تعلیم میں ہے، ماحول میں ہے یا کسی اور جگہ پر ہے۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

ماحول میں ہے۔ اس لئے کہ تربیت کا ایک بہت بڑا پہلو ہوتا تھا۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے جو joint family system ہے اور nuclear family system ہے اس نے بھی کافی حد تک ہمارا جو تربیت کا پہلو ہے اس پر وہ اثر انداز ہوا ہے۔ یعنی ہم لوگ جو اپنے بچپن کی طرف دیکھتے ہیں۔ جب ہم بچے تھے تو ہماری دادی تھی، دادا تھے، نانا تھے اور نانی تھی۔ یہ لوگ ادھر بھی تھے۔ جوہماری تربیت کے اندر ایک بڑا اہم کردار ادا رکرتے تھے۔ آج ہم لوگ nuclear family میں ہیں جہاں پر باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ بیٹا کہہ دینا کہ میں گھر پر نہیں ہوں۔ تو جب تربیت کا پہلو ہم نے ایک طرف چھوڑ دیا ہے۔ میں ایک مثال ہمیشہ ہر ایک کو دیتا ہوں۔ اندرون شہر لاہور میں نیچے سڑک کے کنارے شام کو ایک بزرگ بیٹھتے ہیں اور اس کے پاس ایک حقہ ہوتا ہے اور وہ گھومتا رہتا ہےاور لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں بہت چھوٹا تھا اور سکول میں پڑھتا تھا۔ تو ایک پھل فروش سڑک سے گزر رہے تھے۔ بزرگ اور داڑھی والے تھے۔ سفید داڑھی تھی اس کی، میری ان سے بحث ہوگئی

اور میں نے کوئی گستاخی کر دی تو ایک بزرگ نے مجھے آواز دی کہ ادھر آؤ۔ میں اس کے پاس گیاتو انہوں نے ایک تھپڑ میرے منہ پر مارا اور کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی، تمہارے دادا کے عمر کا یہ شخص ہے اور تم اس سے بدتمیزی کرتے ہو۔ میں نے وہ تھپڑ کھانے کے بعد اس بزرگ کی یہ خوشامد کی تھی کہ ابا جی سے نہ کہیے گا، کیونکہ مجھے ان سے اور مار کا خطرہ تھا۔ آج آپ کسی کے بچے کو ہاتھ لگا کر تو دکھائیے۔ اس کا باپ بندوق لے کر آ جائے گا آپ کو مارنے کے لئے کہ آپ کی جرات کیسے ہوئی کہ آپ نے میرے بچے کو مارا ہے۔ تو یہ جو محلے کا کردار تھا، جو ایک ماں باپ کا کردار تھا، جو دادا اور دادی کا کردار تھا، جو پورے خاندان کا کردار تھا۔ جس میں ایک بچے کی تربیت ہوتی تھی وہ ختم ہو گیا ہے۔ استاد کہتا ہے کہ بھائی نہ یہ محلے داروں سے ٹھیک ہوا ہے اور نہ ماں باپ سے یہ ٹھیک ہوا ہے تو میں اسے کیسے ٹھیک کروں گاتو لہذا وہ بھی ہاتھ اٹھا لیتا ہے تربیت سے۔ تو تعلیم اور تربیت کو آپ علیحدہ رکھیں اور ان دونوں کو مدغم نہ کریں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: جناب! آپ نے بات کی ہے کہ ہم نے اگر دنیا کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے تو مقابلے کے سسٹم کو adopt کرنا ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ GDP کا 2.4% ہم سالانہ تعلیم پرخرچ کر رہے ہیں۔ ہمارے ڈیفنس پر بہت زیادہ خرچہ ہو

رہا ہے جو ہم سب کو پتا ہے۔ ہمارا یہ بھی fact ہے کہ ہم conventional war میں انڈیا کے ساتھ compete نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہم نے nuclear assets حاصل کئے ہیں۔ ابھی تو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنے بجٹ کو اس طرح اس پر خرچ کریں۔ ایجوکیشن سیکٹر کو ترقی دینے کے لئے ہم اس بجٹ کو تعلیم پر لگائیں تاکہ دنیا کے ساتھ ہم مقابلہ کریں اور انڈیا کی جو GDP ہے اگر یہ facts and figures ٹھیک ہوں تو وہ GDP 3.8% کا share وہ ایجوکیشن سیکٹر پر خرچ کر رہا ہے۔کونسا problem ہے اور کونسی رکاوٹ ہے کہ ہم بجٹ کو ڈیفنس سے تھوڑا کم کر کے ایجوکیشن سیکٹر پر لگائیں۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

میرے بھائی اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیسے کی کمی کی شکایت ہمیں کبھی بھی نہیں رہی۔ اصل میں جیساکہ میں نے عرض کیا کہ ہمارے procedures غلط ہیں۔ ہر وزارت کے اندر ایک Financial Advisor اور ایک Deputy Financial Advisor بٹھادیا گیا ہے جو کہ وزارت خزانہ نے بٹھائیں ہیں۔ ہمیں ایک بجٹ مل جاتا ہے کہ سال بھر آپ نے اس سیکٹر کے اوپر اتنے پیسے خرچ کرنے ہیں۔ جب ہم DFA کو لکھتے ہیں کیونکہ کوئی فائل بغیر DFA اور FA کے treasury کو نہیں جا سکتی ہے۔ لہذا، جب ہم DFA کو لکھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ آپ اس کی تفصیل مجھے دیں۔ ایک کواٹر میں releases ہوتے ہیں quarterlyتین مہینوں کے لئے آپ کو پیسے ملتے

ہیں- پھر اگلے تین مہینے، پھر اگلے تین مہینے، پھر ہر مہینے ملتے ہیں- لہذا، جب آپ تین مہینے کا ایک پروگرام بناکر بھیجتے ہیں تو DFA اور FAاس پر کوئی نہ کوئی اعتراض لگا کر آپ کو واپس کر دیتا ہے- جب آپ دوسرے سہ ماہی کے لئے لکھتے ہیں تو وہ کہتےہیں کہ پہلے سہ ماہی میں آپ نے ٹارگٹ حاصل نہیں کئے لہذا، آپ کو دوسری سہ ماہی کا جو allocationہے وہ بھی نہیں ملے گی- پیسے بجٹ میں موجود ہیں- آپ دیکھیئے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے ہمیں ایک بلین ڈالرز کی offer کی اور وہ تھی 15سے 25سال کی دیہی عورتوں کی تعلیم کے لئے کہ دیہی علاقوں میں ان خواتین کو پہلے خواندہ بنایا جائے اور اس کے بعد انہیں کوئی skill سکھائی جائے اور اس کے بعد انہیں مائیکرو فنانس دیا جائے تاکہ وہ اپنا کوئی کاروبار کر سکیں یا اپنی انڈسٹری لگا سکیں یا کچھ کر سکیں- صرف وزارت خزانہ نے ہمیں ایک پیسہ بھی نہیں دیا- بجٹ ایک روپیہ allocation کے لئے رکھا جوکہ ٹوکن ہوتا ہے ہمارے بجٹ میں- جب وہ پیسے انہوں نے نہیں دیئے تو ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے اپنی offerہم سے withdrawکر لی، لہذا، وہ پروجیکٹ جو ہے اس پر عمل نہیں ہو سکا-

Releases ہماری جو problemہے وہ سب سے بڑی problemہے- پیسے کی کمی کوئی problemنہیں- ڈیفنس بھی اتنا ہی اہم ہے جتنی تعلیم- تعلیم ذرا دور نتائج دیتی ہے اور ڈیفنس فوری طور پر- پہلے دن ہم کوئی نہیں مارتا- وہ تو آخر میں کہیں

آتا ہے۔ پہلی جنگ عظیم 1919میں ختم ہوئی تھی تو دوسری 1939میں شروع ہوئی، 20سال کے بعد ہی دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی، لیکن 1945میں جب دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی ہے تو آج تک تیسری جنگ عظیم نہیں ہو سکی، اس لئے کہ روس کے پاس بھی ایٹم بم ہے اور امریکہ کے پاس بھی ہے۔ تو deterrentجو ہےاس کی وجہ سے یہ جنگیں رکی ہوئی ہیں۔ یہ بم بنانے میں جو پیسہ خرچ ہوا یا میزائل ٹیکنالوجی میں جو پیسہ خرچ ہوا وہ صحیح خرچ ہوا ہےاس لئے کہ اب آپ conventional war سے بھی ہٹ گئے۔

جناب احمد نور: جناب! میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ڈیفنس کا جو بجٹ ہے اس کو نہیں کرنا چاہیے تاہم survivor کے لئے nuclear weapon ضروری تھے۔ اب وہ ہم نے حاصل کئے ہیں۔Deterrence capability ہم نے حاصل کی ہے۔ Balance of terror ہم نے قائم کیا۔ تو اب مزید اس پر اتنا خرچہ نہیں کرنا چاہیے۔ ایجوکیشن کے سیکٹر کو تھوڑا دیکھنا چاہیے تھا۔ جناب! میرا پوائنٹ یہ تھا۔ اگر ہمارے پاس اتنا ایجوکیشن ہے تو پھر ہمارے پاس literacy rate کیوں اتنے کم ہیں۔ہمارے گورنمنٹ کے سکولوں میں اساتذہ کیوں نہیں ملتے؟ وہاں پر facilities کیوں نہیں ہیں۔ اگر ہمارے پاس پیسے ہیں تو پھر یہ پیسے کہاں چلے جاتے ہیں؟ ان کی کوئی accountabilityہے کہ نہیں؟

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی): دیکھئے، جہاں تک خواندگی کے سلسلے

میں تو میں بہت سی باتیں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔ ضیاء الحق صاحب نے ایک ٹاسک فورس بنائی تھی جس میں educationists 7,8 تھے اور میں اس کا سیکرٹری تھا۔ تو ہم نے یہ کہا کہ اساتذہ کی تنخواہیں بڑی کم ہیں۔ 5 گریڈ کیا ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تو ان کو کم از کم 7 گریڈ دیا جائے تو ایک صوبے کے چیف سیکرٹری صاحب مجھ سے بہت ناراض ہو گئے۔ وہ کہنے لگے کہ وہ سپاہی جو جون اور جولائی کی گرمی میں اور دسمبر اور جنوری کی سردی کے اندر سڑک کے کنارے رائفل لیے کھڑا رہتا ہے 3,3 اور 4,4 گھنٹے، کہ Prime Minister sahib یا صدر صاحب گزریں گے۔ اس کی تنخواہیں کیوں نہ بڑھائی جائیں جو 2 سکیل میں کام کر رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ استاد کی 5کی 7 گریڈ کر دی جائے، وہ تو پھر بھی 5 میں ہے۔ سپاہی بیچارہ تو 2 سکیل میں ہے، لیکن وہ سردی اور گرمی کے اندر کھڑا رہتا ہے اور اس کو کھانا بھی3,4 بجے ٹرک آکر دے کر جاتا ہے، تو اس کی تنخواہ آپ پہلے بڑھائیں آپ۔ دیکھیئے، تنخواہیں جو مقرر کی جاتی ہے حکومت کے اندر وہ تعلیمی قابلیت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر ایک پرائمری سکول ٹیچر میڑک اور پی ٹی سی ہے تو ایک ڈسپنسر جو ڈسپنسری میں کام کرتا ہے وہ بھی میڑک بمعہ 9 مہینے کا ڈسپنسر کا کورس کرکے آیا ہوا ہوتا ہے۔ تو اس کی تنخواہ بھی پھر اس کے مطابق کرنی پڑے گی کیونکہ qualificationسب کی ایک ہی ہوگی۔ وہ سپاہی جو کسی کی جان بچانے کے لئے کھڑا ہوا ہے یا وہ

استاد جو طلباء کو پڑھا رہا ہوتا ہے۔ دونوں کے اندر کوئی فرق آپ اس طرح نہیں کر سکتے وہ پاکستان کا internal defense ہے اس لئے اساتذہ کی تنخواہیں بھی بڑھا دینی چاہیے۔ آپ نے University professors کا tenure system کر لیا ہے۔آپ مجھے بتائیے کہ کس یونیورسٹی میں کیا تبدیلی آئی ہے؟ آج بھی لاہور یونیورسٹی آف منیجمنٹ سائنس کے بچے کو امتحان دینے کے بعد resultسے پہلے اس کو ملازمت ملتی ہے۔ انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بچے ڈگری ہاتھ میں لے کر WAPDA کےCorridor کے اندر پھر رہے ہوتے ہیں اور ان کو نوکری نہیں مل رہی ہے۔ کیوں نہیں مل رہی ہے؟ آپ نے tenure systemکرکے quality improve کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیا کوالٹی آپ کی improve ہوئی ہے؟ آپ مجھے بتائیں۔ میں نے عرض کیا کہ انفرادی چیز ہے یا بعض اچھے اساتذہ مل جائیں کسی کو خوش قسمتی سے تو وہ اس کے اندر کامیاب ہوتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: فرخ جدون صاحب۔

جناب فرخ جدون: بہت شکریہ، محترمہ سپیکر صاحبہ۔ میں ایک دو سوال کرنا چاہوں گا محترم لیق احمد صاحب سے۔ ایک تو جناب آپ اس چیز پر روشنی ڈالیں کہ پچھلے 60سالوں میں جو نظریاتی تعلیم تھی ہماری، جس کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا، جو نظریہ تھا، اسے فروغ دینے کے لئے حکومتوں نے کیا کیا؟ ایک تو یہ بات ہے۔

دوسرا، HECجو پالیسی تھی، جس سے سکالرشپس ملتی تھیں۔ میرے کتنے دوست ہیں قائد

اعظم یونیورسٹی کے، یہاں پر بیٹھے ہیں، میرے سمیت بیٹھے ہیں، جنہوں نے GAT and GRE میں 80+ marks لیے ہیں اور آج بھی سکالرشپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے سکالرشپس ہی بند کر دی۔ تو کیا وہ HECکی پالیسی ٹھیک ہے یا غلط ہے؟

جناب! تیسری بات یہ ہے۔جو آپ نے کہا کہ آپ کی فیملی آپ کو inspireکرتی ہے۔ Socialization میں فیملی جیسے ایک institution ہے۔ آپ کا سکول بھی ایک institution ہے۔ آپ کا ٹیچر خود ایک پی ٹی سی ہے۔ وہ خود کبھی کسی سے inspireنہیں ہوا اور کسی کو inspireنہیں کیا، وہ اپنے studentsکو کس طرح inspireکرے گا۔ تو ٹیچر کا کام ہے inspireکرنا، کہ وہ اپنے studentsکو inspireکرے تاکہ اس کا studentکل کو آکر اگر والد صاحب کہتے ہیں کہ کہو کہ گھر پر نہیں ہوں، تو وہ اس کے سامنے کھڑا ہو سکے۔ کہ ابو! آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ اس لئے ٹیچر کے roleپر بھی ذرا آپ focusکریں۔

جناب! چوتھی اور آخری بات یہ ہے کہ 180دن کی جو چھٹیاں ہیں۔ یہ ہمارے کسی لاء میں لکھا ہوا - جناب! پرائمری سکول کا جو بچہ ہے، جوکہ ایک غریب ماں باپ کا بچہ ہے، اسے آپ بالکل تباہ کر رہے ہیں۔ تو آپ اس کو بھی ختم کریں۔ اگر اس پر آپ روشنی ڈال سکیں تو مہربانی ہوگی۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

جو آپ نے HECکی بات کی ہے اور سکالرشپس کی۔

تو اس میں عرض یہ ہے کہ آج سے کچھ سال پہلے ڈاکٹر محبوب الحق صاحب (مرحوم) اللہ انہیں جنت نصیب کرے انہوں نے 450طلباء و طالبات کو وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے زیر تحت بیرون ملک بھیجا تھا۔ آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کتنے لوگ واپس آئے ہیں؟ آدھے سے زیادہ لوگوں نے ان ٹیکنالوجیز میں جن میں انہیں بھیجا گیا تھا وہ تبدیل کرائے الیکٹریکل، میکنیکل اور سول لے لیے ہیں، اس لئے کہ ان میں یہاں کی jobsہیں۔ ہماری پلاننگ میں غلطیاں ہوتی ہیں اور اس دفعہ بھی ہوئی ہیں اور پہلے بھی ہوئی تھیں۔ ہم نے fibre technologyکے اندر آدمی تو بھیج دیئے لیکن fibre technologyمیں manufacture کی jobsنہیں create کی۔ ہم manufacture technologyتو بھیج دیئے لیکن technologyکی jobsنہیں create کی۔ ہم نے پولی ٹیکنیکس بنائے ہیں، ڈپلومہ ہولڈرز وہاں سے نکلتے ہیں اور ان کی jobs انجینئرز سے علیحدہ نہیں ہے۔ ان کی jobsکے اوپر انجینئرز لگے ہوتے ہیں۔ آپ کی پولی ٹیکنیکس کی جتنا سٹاف ہے وہ سارے انجینئرز گریجوایٹس ہیں۔ ان میں technologistکوئی نہیں ہے۔ اب بعد میں جو دو چار نکلے ہیں ان میں شامل کئے گئے ہیں ورنہ زیادہ تر انجینئرز ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو ٹوٹل پلاننگ جو ہے ملک کی وہ سکالرشپس لینے سے پہلے یہ دیکھنا پڑے گی۔ آج بھی HECجن طلباء و طالبات کو باہر بھیج رہا ہے ان میں سے کتنے ہیں جن کا کوئی disciplineآپ

نے متعین کیا ہے وہ relevant to this countryہے۔ آپ کے جتنے لوگ PhDکرنے کے لئے باہر جاتے ہیں وہ ان لوگوں کے فائدے کے جو topicsہیں ان کے اوپر thesisلکھتے ہیں۔ آپ کے ملک کے مسائل جو ہیں ان کو سامنے رکھ کر ان پر thesisنہیں لکھتے، اس لئے کہ ان کا پروفیسر جو ہے وہ پاکستانی نہیں امریکن ہے یا Britisherہے۔ تو اس لئے یہ جو چیز ہے کہ سکالرشپ دینا جو ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک آپ اس ٹوٹل پلاننگ کو changeنہیں کریں گے اس وقت تک آپ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہاں individually آپ بھانجے بھتیجے کو بھیجنا چاہیں تو ضرور بھیج دیجیے۔ PhDکرکے آئے گا اور اچھی نوکری اس کو مل جائے گی۔ لیکن اگر آپ نے میرٹ پر لوگوں کو بھیجنا ہے اور میرٹ پر selectionکرنا ہے تو پھر آپ کو total planning countrywide man powerکی changeکرنی پڑے گی۔ ہمارے ہاں man power planningنہیں ہوتی۔

جناب فرخ جدون: جناب! باقی نظریات سوالات کے جوابات تو مجھے نہیں مل سکے۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی): بھائی نظریہ کے بارے میں تو مجھے خود پتہ نہیں ہے۔ آپ بتا دیں تو میرا بھی علم میں اضافہ ہوگا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: انصار حسین۔

Mr. Syed Ansar Hussain: Sir, one of the many shortcomings pointed from time to

time in our educational system is that in the presence of the parallel and the paradoxical system of the public schools, the elite private schools and the ***Deni Madrasas***, which are poles apart and adding to the alienation in the society. Sir, what do you suggest to address these problems? Thank you.

Prof. Laeeq Ahmed Khan (Guest Speaker): The people and the Ministers, I am sorry with apologiese to Jugazai sahib, those who promised to you that they will be introducing in this country the uniform education and change the present syllabus because it does not suit us.

کیمبرج یونیورسٹی نے سلیبس اپنے کام کے لئے بنایا ہے۔ ساری دنیا اس کو followکر رہی ہے۔ آپ کا ایک آدمی کہتا ہے کہ میں uniformسلیبس لاؤں گا۔ بھائی تمہیں اتھارٹی کیا ہے کمیبرج یونیورسٹی dictateکرنے کی۔ تم اسلامی مدرسوں کے اندر جو درس نظامی ہے اس کو450 سال میں تبدیل نہیں کر سکے۔ تو تم uniformسلیبس کونسا کرو گے۔ ہاں البتہ آپ نے جو ماڈل سکولز کی بات کی ہے اور فیڈرل انسٹی ٹیویشنز کی بات کی ہے ان میں فرق ضرور ہے۔ کیونکہ آپ کے جتنے ماڈل سکولز ہیں ان میں ایم اے، ایم ایس سی اساتذہ لگتے ہیں، جو آپ کے دوسرے سکولز ہیں ان میں بی ایڈ، سی ٹی یا پی

ٹی سی، میٹرک، ایف اے اور بی اے وغیرہ ٹیچر لگتے ہیں۔ یہ فرق ضرور ہے۔ اس کا سلیبس ایک ہونا چاہیے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہونا چاہیے، لیکن جو ایک ایلیٹ طبقہ اوپر بیٹھا ہے وہ ان چیزوں کو نہیں ہونے دیتا ہے۔

Mr. Syed Ansar Hussain: Sir, in this regard don't you think that there is an urgent need to regulate the fee structure and the Government should fix a sealing on the fee structure sir, so that the lower middle class of the society can also have benefit out it.

Madam Deputy Speaker: Please stand up and ask the questions.

Mr. Syed Ansar Hussain: Sorry, so that sir, the lower middle class of the talented youth can also have an acess to quality education.

Prof. Laeeq Ahmed Khan (Guest Speaker): But so for my knowledge goes most of the English Medium Schools do have a certain percentage reserved for indigent students and poor students to be admitted and their fee structure is not the same as for others. The point is on one hand you want democracy in this country, on the other hand you want more regulations to regulate the things.

بھائی! میں نے تو نہیں کہا کہ you send your son to Beacon House or to Grammar Schools. آپ خود اپنی مرضی سے بھیجتے ہیں You can afford it, you send them. میں نے آپ سے نہیں کہا ہے۔ I remember when my first daughter who was getting married. تو ہم مری روڈ کے اوپر جیولرز کی shops ڈھونتے رہے تو ہمیں ایک جیولر کی shop ملی تھی۔ آج آپ سیٹلائٹ ٹاؤن میں جائیے تو فیض آباد سے لے کر سیٹلائٹ ٹاؤن تک آپ کو جیولرز کی shops نظر آئیں گی اور ان میں لائٹس نظر آئیں گی اور ان میں لوگ کھڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ لوگ ہیں، خریدتے ہیں۔ لوگ اپنے بچوں کو انگلیش میڈیم سکولز میں بھیجتے ہیں تو بھیج دیں۔ ضیاءالحق صاحب نے ایک elected Prime Minister کو پھانسی چڑھا دی تھی، لیکن ان کی اپنی 1979 کی پالیسی سٹیٹمنٹ یہ ہے کہ the nomenclature of English medium shall be abolished. یہ الفاظ ہیں جو مجھے زبانی یاد ہو گئے ہیں اور میں نے اتنی دفعہ کہے ہیں۔ The nomenclature of English medium shall be abolished. یہ ان کی پالیسی سٹیٹمنٹ ہے۔ انہوں نے جب یہ پالیسی 1979 میں introduce کرائی ہے تو Ministry of Education نے ہوتی صاحب میرے Minister تھے انہوں نے stand لیا کہ ہم اردو میڈیم رکھیں گے۔ ہمارے جتنے انگلیش میڈیم سکولز ہیں سب میں اردو زبان میں تعلیم دی جائے گی۔ اخباروں کے ایڈیٹوریل آپ دیکھ لیں۔ اخباروں میں مضامین

پڑھ لیں۔ اس کے خلاف ہر اخبار نے لکھا ہے کہ انگلیش میڈیم سکولز قائم رہنے چاہییں، لیکن we took a stand we were firm in our resolve to use Urdu as a medium. لیکن وہی ضیاء الحق صاحب جب 1987 کے اندر اسلام آباد کالج فار گرلز میں تشریف لے جاتے ہیں تو اعلان فرماتے ہیں کہ سائنس اور mathematic کی education انگریزی زبان میں ہو سکتی ہے۔ That opened the Pandora box. میرا خیال ہے کہ اس زمانے میں جتنے انگلیش میڈیم سکولز کھولے اتنے تو پاکستان میں پہلے کھلے بھی نہیں تھے۔ صرف اس لئے کہ جب ہم کھڑے ہیں 1987 تک اردو میں ہی تعلیم دی جاتی رہی۔ Beacon House and Grammar School میں بھی لیکن 1989 کے اندر تمام لوگوں کو میٹرک کا امتحان اردو میں دینا تھا، لیکن بدقسمتی سے 1987 کے بعد سے انگلیش میڈیم دوبارہ کھل گئے اور دوبارہ وہ سلسلہ شروع ہو گیا اور آج تک قائم ہے۔ تو اس میں ہمارا قصور تو نہیں ہے۔

جناب نیازمصطفیٰ: جناب! ہم اس نظام تعلیم سے کس طرح سے مطمئن ہو سکتے ہیں؟ اس میں ایک شخص 14 سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی یہ determine نہیں کر سکتا کہ مجھے کونسی فیلڈ میں جانا چاہیے۔ اس کے پاس اتنی skills نہیں ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو establish کر سکے۔ Thank you.

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی): یہ ہماری weakness ہے۔ guidance in councilling ہمارے ہاں یونیورسٹیوں میں بھی

نہیں ہے۔ Colleges کی سطح تو بہت low ہے۔ Even in our Universities we don't have the guidance and councilling departments, fullfledged departments. ہیں، برائے نام رکھے گئے ہیں۔ شروع ہوئے اور بند ہو گئے۔ میں نے شروع میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں manpower planning نہیں ہے۔ مجھے اب بھی یاد ہے کہ I was serving the Engineering University in Lahore when parents came to me کہ صاحب ہمارے بیٹے کو آپ کو سول انجینئرنگ میں لگوا دیجیے۔ بھئی! کیوں سول انجینئرنگ میں۔ Civil Engineering was the top branch at that time. اب ذرا الیکٹریکل آ گئی ہے۔ الیکٹرانکس آ گئی ہے۔ اس زمانے میں سول انجینئرنگ top پر تھی۔ کیونکہ ایک تربیلا ڈیم بننا تھا، ایک منگلا ڈیم بننا تھا۔ 8 link canals بننی تھیں۔ دو siphon بننی تھیں۔ یہ Indus water treaty ہے جو ہمارے ایوب خان صاحب نے نہرو کے ساتھ دستخط کئے تھے۔ لہذا، ہر آدمی کی خواہش یہ تھی کہ اس کا بیٹا سول انجینئر بن جائے تاکہ فوراً اس کو نوکری مل جائے گی۔ ارے بھائی! ایک ڈیم بنانے میں جو انجینئرز چاہیے ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن ایک ڈیم کو maintain کرنے کے لئے انجینئرز کم چاہیے۔ منگلا ڈیم تکمیل تک پہنچ گیا تھا تو تربیلا ڈیم شروع ہوا، لہذا، منگلا کا سرپلس سارا کا سارا تربیلا چلا گیا۔ تو سول انجینئرنگ میں جن parents نے اپنے بچوں کو داخل کرایا تھا وہ واپڈا میں overseer لگے

تھے۔ اسسٹنٹ انجینیئرز بھی نہیں لگے تھے۔ انہیں صرف overseerکی jobمل سکی تھی First division لینےdistinction کے بعد۔بھٹو صاحب نے صدر بنتے ہی یہ کہا تھا کہ میں کیمیکل انڈسٹری کو ترقی دوں گا۔ چنانچہ ہر شخص ہمارے پاس آتا تھا کہ میرا داخلہ کیمیکل انجنیئرنگ میں کرا دیں۔ بھائی کہاں ہیں نوکریاں کیمیکل انجینیئرنگ میں؟ لہذا، یہ جو made for planningجب تک ہمارے ہاں introduceہوگی اور اسی سڑک سے ہم نہیں چلیں گےتب تک یہ سلسلہ نہیں بنے گا۔

جناب امداد اللہ: جناب! میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ آپ نے پہلے بات کی ہے کہ کرپشن تب ختم ہوگی جو ہمارے ranks کےاندر ہے جب تک کہ فیملی values strongنہیں ہوگی جبکہ westمیں family valuesنہیں ہیں۔ بالکل ہی نہیں ہیں اور وہاں کرپشن بھی نہیں ہے۔ ہماری جو generationآج بیٹھی ہوئی ہے بیوروکریٹس کی یہ 50اور 60 کی پیدائش ہے اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ family valuesاچھی تھی لیکن جب کرپشن کی بات ہوتی ہے تو یہ rankingہوتی ہےworld over جو۔اس میں کافی اوپر ہوتے ہیں۔ دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہوتے ہیں۔

دوسرا سوال آپ کا جو tenure trackکی آپ نے بات کی ہے۔ آپ نے کہا کہ LUMSکے studentکو تو نوکری ملتی ہےاور انجینیئرنگ یونیورسٹی لاہور کے studentکو نوکری نہیں ملتی۔ جب tenure track systemشروع ہوا تو جو باہر سے بھی اچھےٹیچرز تھے وہ قائد اعظم یونیورسٹی میں

ہمارے departmentsمیں واپس آ گئے تھے۔ کیونکہ ایک پروفیسر کی تنخواہ اس وقت دو لاکھ تھی یا دو لاکھ بیس ہزار تھی۔ جبکہ اس کے بغیر جو دوسرا سسٹم ہے ریگولر اس میں اس کو ملتے ہیں 50یا 60ہزار ملتے ہیں۔ جبکہ HECنے وہ ختم کیا ہے تو وہ دوبارہ باہر چلے گئے یا وہ LUMSچلے گئے ہیں۔ اچھا ٹیچر ادھر جائے گا جدھر اچھے پیسے ہوں گے۔ جدھر اچھے ٹیچر جائیں گے تو ان کے پاس اچھے studentsجائیں گے۔ آج ہمارے پاس اچھے ٹیچرز نہیں ہیں قائد اعظم یونیورسٹی میں tenure track systemختم ہونے کی وجہ سے ہی وہ نہیں ہیں۔ آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی): میں آپ سے بالکل اتفاق نہیں کرتا کیونکہ ہم بھی اسی نظام کی پیداوار ہیں اور ہم نے بھی اسی نظام کے اندر عمر گزاری ہے۔ اچھے اساتذہ اب بھی موجود ہیں۔ سکولوں میں موجود ہیں، کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں موجود ہیں۔ Tenure track systemہو یا نہ ہو، آپ کو شاید علم ہوگا کہ جو دنیا کی چند 50,60یونیورسٹیوں کی ایک فہرست آئی ہے، جو بہترین یونیورسٹیاں ہیں ان میں قائد اعظم یونیورسٹی بھی شامل ہے۔

ایک معزز رکن: دنیا کی سطح پر NUSTکا نام ہے۔ اسلامک ممالک کی یونیورسٹیوں میں قائد اعظم یونیورسٹی کا نام ہے۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی): دیکھیئے، میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ قائد

اعظم یونیورسٹی میں جب ڈاکٹر کنیز یوسف اس کی وائس چانسلر ہوکر آئی ہیں اور صدیقی صاحب اس کے پہلے وائس چانسلر تھے اس زمانے میں جو اساتذہ تھے بہت اچھے تھے، لیکن اب بہت سے اساتذہ آپ کے باہر چلے گئے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ بھئی دو لاکھ روپے کریں گے کیا، آپ دو لاکھ روپے لے کر؟ یعنی ایک آدمی ایک اچھا بھلا گھر 30,40 ہزار میں اچھا بھلا گھر چل سکتا ہے، اچھی روٹی کھا سکتا ہے اور بچوں کو اچھی تعلیم دے سکتا ہے۔ دو لاکھ روپے میں کیا کرے گا؟ یہ ہوس کی بات ہے ناں کہ ہوس جس میں زیادہ ہوگی وہ استاد اچھا ہو ہی نہیں سکتا جس کے اندر ہوس ہو۔ استاد وہ اچھا ہے کہ جو بھی اسے ملتا ہے اس کے مطابق وقت گزارے۔ ہمارے زمانے میں بھی اساتذہ تھے اور بڑے اچھے اساتذہ تھے۔ ہم اسی تعلیمی نظام کی پیداوار ہیں۔ میں نے اپنی presentationمیں بھی عرض کیا ہے آپ سے کہ جو لوگ باہر جاتے ہیں دنیا کے تمام لڑکوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور اچھے بھلے کامیاب ہوکر آتے ہیں۔ آپ کے اپنے قائد اعظم یونیورسٹی کے میں 15نام گنوا سکتا ہوں جو لوگ باہرگئے ہیں اور PhDکرکے آئے ہیں اور ان کی PhD thesisکی اتنی تعریف ان یونیورسٹیوں نے کی ہے کہ آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر احمد قاضی صاحب کا نام آج بھی دنیا میں ان 8 آدمیوں کے panelمیں شامل ہے جوکہ WHOنے قائم کیا ہے۔ دنیا بھر کے آرٹیکلز میں sift outکرکےانعامات تقسیم کرنے کے لئے۔ ڈاکٹر

احمد قاضی بھی آپ ہی کے یونیورسٹی کے تھے۔ ڈاکٹر غلام محمد آپ ہی کے یونیورسٹی کے تھے۔ ڈاکٹر مسعود آپ ہی کے یونیورسٹی کے تھے۔ہود بھائی آپ ہی کی یونیورسٹی کا ہی آدمی ہے ناں۔ کس کس کی بات کرنا آپ کرنا چاہتے ہیں۔ فرجمند ملک آپ کہ ہاں پڑھاتا تھا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اچھے اساتذہ کی کمی کہیں بھی نہیں ہے۔ اچھے اساتذہ وہی ہیں جو مطمئن ہیں اپنی زندگی سے۔ ہوس والے تو آپ کو دنیا میں ہر جگہ ملیں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: زاہد اللہ وزیر صاحب۔

Mr. Zahid Ullah Wazir: Thank you Madam Speaker, sir, I would like to ask a very short question. On the one hand we are popularizing family planning. بچے دو ہی اچھے۔ On the other hand we are distributing fund from central consolidated fund on population basis, should we not discourage distribution of funds from CSF on population basis so, that population is generally reduced and also there is even development in the country. Thank you sir.

Prof. Laeeq Ahmed Khan (Guest Speaker): Actually this is a very difficult question to answer because Punjab wants distribution of consolidated fund on population basis, Balochistan want

on area basis, Sindh want on revenue basis because, بندرہ گاہ وہاں ہے کراچی کی تو زیادہ revenue آپ کو آتا ہے وہی سے and N.W.F.P want because they are poorest and on the hilly track area.

تو اس کا کوئی نہ کوئی فارمولا نکالنا پڑے گا۔ لہذا، ایک تو گورنمنٹ نے یہ کیا ہے کہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کو consultant fund کی distribution کے over and above ایک ایک بلین اور دو دو بلین روپے ان کو additional ملتے ہیں اپنی ترقی کے لئے۔ تو یہ ایک مسئلہ ہے۔ پاپولیشن کی جہاں تک تعلق ہے آپ نے فرمایا، جو ہمارا اپنا پلان تھا 1965 کا، کیونکہ یہ جو فیملی پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہے یہ 1965 بنا ہے اس سے پہلے تو تھا نہیں۔ جب بنا ہے تو وہ انڈونیشیا ہم سے لے گیا تھا۔ جیسے ہمارا first five years plan development کا کوریا والے لے گئے تھے اسی طرح ہمارا فیملی پلاننگ پروگرام انڈونیشیا لے گیا تھا۔ آج انڈونیشیا نمبر 9 پر ہے اور ہم 7 نمبر پر آ گئے ہیں۔ پہلے 9 پر ہم ہوتے تھے لیکن اب 7 نمبر ہیں اور انڈونیشیا نمبر 9 پر ہے۔ انہوں نے فیملی پلاننگ کو کنٹرول کیا ہے۔

جناب مدثر حبیب: پروفیسر صاحب! میرا چھوٹا سا question ہے اور یہ technical issue ہے جس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ Actually جو میٹرک یا ثانوی تعلیم کے students ہوتے ہیں ان میں ایک طرح سے

confusion createہو جاتی ہے جب ہم سلیبس کی بات کرتے ہیں- ایک تو یہاں پر ابھی unityکی بات ہوئی تھی کہ ہم uniformity createکریں، لیکن دوسرا یہ ہے کہ ہماری پالیسی پتا نہیں کس طرح ہوتی ہے کہ ہمیں یہ پتا نہیں چلتا کہ ہمیں سندھی کس وقت includeکرنی ہے- میں actuallyسندھ سے تعلق رکھتا ہوں کہ وہاں پر کبھی issueآتا ہے کہ 9thہونا چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے- کبھی سلیبس کا آتا ہے کہ اس کا curriculumکس طرح کا ہونا چاہیے اور پیپرز کا patternکیا ہوگا؟ Till the month of examinationبچوں کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ ان کے پیپر کا patternکیا آ رہا ہوتا ہے- ہر مہینے ایک نیا ماڈل پیپر آتا ہے اور وہ ہر مہینے ایک نئی confusion createکر رہا ہوتا ہے-تو ایک تویہ بہت problemہوتی ہے کہ ابھی تک پتا نہیں ہوتا ہے کہ کیا چیز پڑھانی ہے اور کس لیول پر اور کیا چیز نہیں پڑھانی ہے- کس طرح کا پیپر ہوگا یہ بھی clearنہیں ہوتا-

جناب! آپ نے ایک بات کی ہے کہ literacy rateوغیرہ کی- تو فیڈرل بیورو کی 1998کی مردم شماری کے مطابق بھی یہ ہے کہ accurate censusہوا بھی نہیں تھا- اس کے اندر بھی بہت سارے doubts اور shortcomingsتھیں-

Secondly Sir,جو گھوسٹ سکولوں کا issueہے خاص طور پر دیہی علاقوں کے اندر، جیساکہ آپ نے کہا کہ 5سال کی بجائے اگر 3سال بھی پڑھ کر نکلے تو خواندہ کہلانے کا حقدار ہے-

صرف آپ registrationکی basesپر دیکھیں گے خواندگی کہ کتنے بچے سکول کے اندر registeredہوئے ہیں تو اس سے I don't thinkکہ بہت اچھا آپ کو literacy rateکا پتا چل سکتا ہے۔ کیونکہ بہت سارے گھوسٹ سکولز بھی ہیں جہاں بچے بھی registerہوتے ہیں اور اساتذہ بھی registerہوتے ہیں اور پیسے بھی وہاں پر جاتے ہیں لیکن ان سکولز کی کوئی physical existenceنہیں ہے۔آپ نے یہ کہا کہ ہمیں اساتذہ کے گریڈ بڑھانے چاہیے اور انہیں recommendکریں اچھے سکیلز کے لئے۔ Supervisionکا بھی ایک سسٹم چل رہا ہے، DEOsہوتے ہیں اور EDEOsہوتے ہیں ایک مخصوص علاقے کے لئے، تو ان کا یہ ہوتا ہے کہ جب وہ superviseکرتے ہیں تو ان کو کھانے پینے کھلا کر اساتذہ خوداپنی rankingکروا دیتے ہیں۔جو unbiased appraisal ہونا چاہیے ٹیچرز کا وہ بھی نہیں ہو پاتاگورنمنٹ سکولز میں، آپ تھوڑا سا اس پرتوجہ دیں۔

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

بھئی، اب تو ایک مسئلہ بہت بڑا ہے اور یہ ہے کہ گورنر پنجاب نے یہ کہا ہے کہ داخلہ کے لئے یونیورسٹیوں اور میڈیکل کالجز میں ٹیسٹ نہیں ہونے چاہیے۔ ان کو شاید یہ علم نہیں ہے کہ سندھ یونیورسٹی نے اپنے انجینئرنگ گریجوایٹ کے کل نمبروں میں سے 100نمبر جمع کئے تھے ہر لڑکے کے، کیوں، اس لئے کہ فیڈرل میں جو jobsہیں سندھ یونیورسٹی کے لڑکوں کو زیادہ مل سکتی

Intermediate and Secondary ہیں۔ آج پنجاب میں
Educationکے8بورڈز ہیں - سرگودھا والے چاہتے
ہیں کہ ان کے زیادہ سے زیادہ لڑکے میڈیکل کالجز
اور انجینیئرنگ کالجز میں جائیں۔ راولپنڈی والے
چاہتے ہیں کہ ان کے لڑکے زیادہ سے زیادہ جائیں۔
لہذا، کوئی standard of uniformityجو ہے
markingمیں یا question paperمیں نہیں ہے۔ یہ
جو آپ کو تفاوت ملتا ہے یہ Inter Board,
Inter-provincialیہ ہے۔کوئی قومی سطح کے اوپر
آپ یہ چیز نہیں کر سکتے۔ ہندوستان نے کی ہے
اور انہوں نے ٹیسٹ پول سسٹم بنایا ہے، اتنی
موٹی کتاب ہےUGCمیں موجود ہے۔ آپ لے کر دیکھ
سکتے ہیں۔ ان میں 500سوال کے فزکس
کے،500کیمسٹری، 500بیالوجی اور 500حساب کے
ہیں۔ وہ سوالات دیئے ہوئے ہیں اور اس کا جو
initialدیباچہ ہے، میرے خیال میں 20یا
25صفحوں کا دیباچہ ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے
کہ question paperبناتے وقت کن کن چیزوں کو
ذہن میں رکھنا چاہیےکہ ایک question
appliedہوتا ہے کہ یہ فارمولا آپ کو یاد ہوگا
اور اسے کیسے applyکریں گے۔ اس کے بعد ایک
ہوتا ہے کہ آپ retrieval systemہے کہ آپ کو
زبانی یاد ہے کہ نہیں ہے۔ میں جب UKگیا اور
مجھے اتفاق ہوا Queen Marry College
Londonمیں Nuclear Engineeringپڑھنے کا تو
پہلے دن ہمارے پروفیسر مینفیلڈ نے ہمیں کہا کہ
آپ کو David Hallyday text bookکی لگے
گی۔Nuclear Physics by Dived Hallydayجو ہم

نےM.Scمیں پڑھ لی تھی- آپ یقین کریں کہ جتنے ہم لوگ تھے انڈیا، بنگلہ دیش اور پاکستان کے بڑے خوش ہوئے کہ واہ واہ! David Hallydayتو ہم پڑھ کر آئیں ہیں- تو ہماری تو بات ہی کچھ نہیں- اگلے دن اس موصوف نے ہم سے کہا کہ David Hallydayکی کتاب پہلے chapterکے آخر میں جو مشقیں دی ہوئی ہیں اس کا پہلا سوال حل کرکے لائیے- ہم میں سے ایک شخص بھی اس سوال کو حل نہیں کر سکا- اس لئے کہ ہم نے theory تو پڑھ لی تھی لیکن اس کی applicationجو ہے کہ کس طرح سے اس theory کو applyکرنا ہے وہ ہمیں پڑھائی ہی نہیں گئی- لہذا، ہماری خوشی جو تھی وہ بڑی عارضی قسم کی تھی کہDavid Hallyday جو وہ ہمیں پڑھا رہے تھے وہ بالکل اس سے مختلف تھی جو ہم نے اپنی یونیورسٹی میں پڑھی تھی- آج بھی ہمارے ہاں کتابیں لکھنے والوں کی کمی ہے- میں اس کو admitکرنے میں قطعاً کوئی عار محسوس نہیں کرتا- راجن کی کتاب ہم نے دہلی سے منگوائی تھی M.Sc, Physics, Nuclear theکرنے کے لئے-جوگندر سنگھ کی Heathہم نے منگوائی تھی دہلی سے پڑھنے کے لئے- کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جوکہ دہلی سے یا انڈیا سے آپ نے نہ منگوائی ہو پڑھنے کے لئے کیونکہ وہاں ایک ایک مضمون کے اوپر دو، دو سو کتابیں ہر سال شائع ہو رہی ہیں- آپ مجھے بتائیں کہ یہ کتاب آپ کے ہاں کس نے لکھی ہے- کسی نے M.Scیا B.Sc levelپر کوئی فزکس کی، کمسٹری کی یا بیالوجی کی کوئی کتاب لکھی ہے؟ آپ مجھے نام بتائیں؟ ایک اور مسئلہ

ہمارے نظام تعلیم میں آتا ہے اور وہ ہے نسخ اور نستالیق- قرآن کریم نسخ میں ہے- سرحد کی پشتو زبان ڈسک میں ہے- سندھی زبان نسخ میں ہے- پنجابی زبانی گورمکھی میں ہے- بنگالی زبانی ہندی اور سنکرت سے لی گئی ہے لیکن آپ کا اخبار نستالیق میں ہے- ایوب خان نے 1962میں تمام درسی کتب کو نسخ میں چھپوایا تھا-لڑکوں اور اساتذہ نے rejectکر دیا تھا کہ ہم نہیں پڑھ سکتے- ایران میں تمام اخبار نسخ میں ہیں اور تمام کتابیں نسخ میں ہیں- آپ کے ہاں اخبار نستالیق میں ہے اور باقی درسی کتب اب آپ نستالیق میں چھپاتے ہیں، اس لئے کہ مجبوری ہے آپ کی- نسخ میں آپ دونوں سکرپٹ کو نہیں کر سکتے-لہذا، یہ مجبوریاں آپ کےauthors کو بھی ہیں اور یہ مصنفین اور پڑھنے والوں کو بھی ہیں-

میڈیم ڈپٹی سپیکر: گل بانو صاحبہ-

محترمہ گل بانو: جناب! میں نے آپ سے questionپوچھنا ہے کہ آپ HECکی پالیسی سے مطمئن ہیں- ظاہری طور پر تو ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں بڑی improvementآئی ہے- انسٹیٹیوشنز کی تعداد بڑھی ہے اور ماسٹر ڈگری کے ساتھ بھی studentsوہاں سے produceہو رہے ہیں- کیاآپ سمجھتے ہیں کہ کوالٹی ایجوکیشن بھی وہ provideکر رہے ہیں اور ایک طرف جب ہم کہتے ہیں کہ unemploymentہے تو اس کا ایک reasonمجھے یہ بھی نظر آتا ہےکہ جو studentsماسٹر کرکے ان چھوٹے چھوٹے انسٹی

ٹیوٹ سے نکلتے ہیں تو ان کے پاس کوئی کوالٹی ہوتی ہی نہیں ہے۔ ان کو اپنے subjectsکے بارے میں know-how ہی نہیں ہوتی ہے۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ خاص طبقے کے لوگوں کو سکالرشپ ملتا ہے۔ جو لوگ سکالرشپ کے لئے approachکر سکتے ہیں صرف انہی کے لئے facilityہے۔ باقی وہ لوگ جو پاکستان کے remote areaیا دیہی علاقوں میں رہتے ہیں - جن کے پاس کوالٹی ایجوکیشن ہی نہیں ہے تو وہ کس طرح وہ opportunity availکر سکتے ہیں۔جناب! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ HECمیں ملین ڈالرز investکرنے سے بہتر ہے کہ پہلے آپ lower levelپر اپنی strong foundationکریں تاکہ آپ کی strong baseہوگی تو پھر آپ کی آگے کچھ improvementنظر آ سکتی ہے۔

Madam Deputy Speaker: Honourable members please be brief and concise with the questions you ask and try to ask one question only at a time so that the other members get the chance to ask questions.

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

آپ نے آخری بات بالکل صحیح کہی ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میں نے اپنے presentationمیں بھی عرض کی ہے کہ ہمارا حساب اور انگریزی دونوں بہت کمزرو ہیں۔ ہمارے طلباء جو AITمیں جاتے ہیں یا باہر یونیورسٹیوں میں یا ہاورڈ وغیرہ میں جاتے ہیں تو وہ اپنی مشکلات explainہی نہیں کر سکتے، اس لئے کہ وہ تو اردو

سمجھتے ہیں اور انگریزی میں بتا ہی نہیں سکتے کہ ان کی مشکلات کیا ہیں؟ تو اس کی وجہ سے بھی sufferکرتے ہیں۔ جہاں تک basic educationکا تعلق ہے، پرائمری اور سیکنڈری، ان کو strongکرنے کی ضرورت ہے۔ایک سلیبس جو ہوتا ہے وہ ایکcontinuous systemہے۔ پرائمری سے لے کر اور ہائر ایجوکیشن تک ایک continuationچاہیے لیکن قدقستمی سے ہمارے ہاں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں انجینئرنگ یونیورسٹی کے Ist yearمیں، میں اس لئے بار بار انجینئرنگ یونیورسٹی کا نام لے رہا ہوں کیونکہ میں وہاں 11سال رہا ہوں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے Ist yearمیں ہم انگریزی پڑھاتے ہیں۔ ہم فزکس پڑھاتے ہیں، ہم کمسٹری اور حساب کے علاوہ اسلامیات اور پاکستان سٹڈیز پڑھاتے ہیں۔ FScمیں جو آدمی نان میڈیکل کرکے جاتا ہے وہ بھی انگریزی، حساب، فزکس اور کمسٹری پڑھ کر جاتا ہے۔ بھائی آپ بورڈ کے ساتھ کیوں coordinate نہیں کر سکتے کہ جو سلیبس بورڈ بنا رہا ہے اس کے اندر پہلے سال کا جو کہ آپ انجینئرنگ میں repeatکر رہے ہیں اس کو ان میں شامل کر لیں اور انجینئرنگ کی تعلیمکی کوالٹی بڑھا دیں۔ وہ نہیں بڑھاتے ہیں۔ بورڈ علحیدہ ہے۔ آپ کے بورڈز اور سٹڈیز علیحدہ ہے انجینئرنگ یونیورسٹی کا، وہ علیحدہ بناتا ہے۔ یہی صورتحال میڈیکل کالج میں ہے۔ Ist yearکے اندر جو FScمیڈیکل کرکے جاتے ہیں اس کے اندر بیالوجی وہ پڑھائی جانی چاہیے جو میڈیکل میں کام آتی ہے لیکن ہم بیالوجی جنرل

پڑھاتے ہیں۔ Questionیہ ہے کہ coordinationہمارے ہاں نہیں ہے۔ جو ربط ہونا چاہیے مختلف اداروں میں وہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب کچھ عرصے کے لئے وزیرتعلیم مقرر ہوئے تھے۔ زبیدہ جلال صاحبہ کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔ تو عطاء الرحمان صاحب نے systematically پرائمری سکول کے لئے groupsبنائے، سیکنڈری کلاسز کے لئے groupsبنائے اور کچھ ڈگری کے لئے groupsبنائیں اور انہوں نے مختلف groups educationistکے پورے پاکستان سے بنائے کہ ایک continuum syllabusبنایا جا سکے لیکن ابھی شاید ان کی ایک ایک، دو دو میٹنگ ہوئی تھی، ایک گروپ میں، میں بھی تھا کہ واپس زبیدہ جلال صاحبہ آ گئی اور انہوں نے آنے کے بعد عطاء الرحمان صاحب کے سارے اقدامات کو cancelکر دیا اور سارے گروپ توڑ دیئے گئے اور وہ جو سلیبس کو continuumہونا چاہیے تھا، وہ نہیں ہو سکا۔ لہذا، اب بھی ہمارے ہاں پرائمری، سیکنڈری، ہائر سیکنڈری ، ڈگری لیول اور پوسٹ گریجوایٹ لیول کے اندر علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی ہے۔ کوئی آپس کے اندر ایک ربط کے ساتھ continuation syllabusکے اندر وہ نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: سید وقاص علی۔

Mr. Syed Wagas Ali Kausar: Sir, I have two questions very brief.

پہلا یہ ہے کہ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے۔ تو آپ کے خیال میں ایجوکیشن کو decentralizeنہ کیا جائے کہ provincialحق ہی رہنا دیا جائے کیونکہ جب centerسے پالیسی dictateہوتی ہے تو یہ ہمیشہ مسائل پیدا کرتی ہے۔

نمبر-2، یہ ہے کہ ایک سال کے اندر پرائمری لیول لے لیں یا سیکنڈری لیول لے لیں اس میں 6,6 دفعہ syllabus changeہوتے ہیں اور studentsکو پیپر کے دن تک پتا نہیں چلتا کہ کس bookسے کونسا پیپر آئے گا؟ تو کیا آپ کے خیال میں یہ provincialحق ہی رہنا دیا جائے جس طرح UKمیں ہے یا کسی اور ملک میں ہے۔ جس طرح UKکے باقی statesہیں ان میں بھی اسی طرح ہے۔ تو صوبائی حق ہی رہنے دیا جائے تاکہ مزید disputeپیدا نہ ہوں۔ Thank you very much.

پروفیسر لیق احمد خان (مہمان خصوصی):

پہلی بات تو ہے کہ جو پالیسی فیڈرل لیول پر بنتی ہے وہ in consultation with provincial governmentبنتی ہے۔ صوبائی وزیر تعلیم آتے ہیں اور مرکزی وزیر تعلیم صاحب presideکرتے ہیں اور وہ پالیسی ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور ان کی concurrent بلکہ بھیج بھی دی جاتی ہے صوبوں کو کہ آپ اپنے commentsاس کے اوپر بھیج دیں۔ ہمیں بہت کم commentsملتے ہیں اور اس کے اوپر نہیں ملتے۔ تو اس لئے فیڈرل جو ہے وہ broad outlineدیتی ہےپالیسی کے detailنہیں دیتی وہ provincial subjectہے اور انہی کے پاس رہتا ہے۔ باقی جو syllabusکا معاملہ ہے اس

کے اوپر آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں۔ ایک قاعدہ ہے الف سے آم اور الف سے انار۔ دونوں ہیں، بعض قاعدوں میں الف سے آم لکھا ہوا ہے اور بعض قاعدوں میں الف سے انار لکھا ہوا ہے۔ تین کروڑ قاعدہ چھپتا ہے۔ اگر فی قاعدہ 10پیسے بھی بچائے جائیں تو آپ 3کروڑ کا 10پیسے کے حساب سے حساب لگا دیجیئے وہ پیسہ جیب میں جاتا ہے ٹیکسٹ بورڈ کے۔ لہذا، ہرسال، ایک سال الف انار سے اور ایک سال الف آم بہت ضروری ہے کہ سلیبس تبدیل کیا جائے۔ ورنہ سلیبس اتنی آسانی سے تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ سلیبس تبدیل کرنے کے لئے بہت عرق ریزی چاہیے۔ 1962کے اندر ہم نے ایک کمیٹی بنائی تھی کہ FScکےسلیبس کو مغربی ممالک کے مقابلے میں لے آئیں۔ برکلے یونیورسٹی کے FScکا کورس ہمارے ہاں شامل کر دیا گیا۔ بھائی پہلے میٹرک تو مضبوط کر لو، اس کے بعد برکلے یونیورسٹی کا سلیبس پڑھاؤ۔ برکلے یونیورسٹی کا سلیبس کس کی سمجھ میں آئے گا اگر تمھارا میڑک وہی ہے جو پاکستان میں ہے۔ یہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔

It has to be a continuum from Primary to the Postgraduate level, unless you do that you will never be able to solve the problems of education in this country.

Madam Deputy Speaker: Due to shortage of time we have to end the Questions and Answers session. We are all extremely grateful to Mr. Prof. Laeeq

Ahmed Khan for giving us valutable insights, thought provoking information, knowledge and inspirations. It is indeed honour for us to have you here sir.

The session is adjourned till 12.00 noon sharp.

....

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت
میڈم ڈپٹی سپیکر (محترمہ کشمالہ خان درانی)
دوبارہ شروع ہوئی)

Madam Deputy Speaker: Mr. Muhammad Sadan Nasir (YP06-Balochistan 04), Mr. Usman Ali (YP18- NWFP 06), Ms. Sor Fabha Alvi (YP14-NWFP 02) and Mr. Bilal Ahmed (YP-24-Punjab 05) to move the following motion.

Mr. Usman Ali: Mr. Sadan Nasir, Mr. Usman Ali, Ms. Sor Fabha Alvi and Mr. Bilal Ahmed to move the following motion:-

"This House shall discuss the need of implementing a uniform education system as against the existing parallel education systems."

میڈم سپیکر! اس حوالے سے میں کچھ کہنا چاہوں گا اور یوں ہے کہ اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے۔ اب اگر ہم دیکھیں تو ہماری سوسائٹی جو ہے stratified ہے classes میں اور اس طرح کی fragment میں یہ ہماری سوسائٹی تقسیم ہو چکی ہے۔ پاکستان میں وہ تمام عوامل موجود ہیں جوکہ

سوسائٹی divideکر دیتی ہے۔ یہاں پر economic causesبھی ہیں، upper class, middle class and lower classاور یہاں تو lower classسے بھی ایک نیچے طبقہ ہے۔ اس طرح ruler and urbanہمارے classesبنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا ملک multi ethnic and multi culturalہے اور کچھ minorityبھی رہ رہے ہیں۔ تو یہ جو situationبنی ہوئی ہے ہماری سوسائٹی کی اور یہ جو fragmentsبنے ہوئے ہیں ان کو ایک لانے میں ہمارے پاس ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے education. اب uniform education system کے ذریعے ہی ہم ان classesکو ایک دوسرے میں mergeکر سکتے ہیں اور ان کی mentalityکو کسی ایک levelپر لا سکتے ہیں۔ اب ہماری یہ جو fragmentsبنے ہوئے ہیں۔ چونکہ education system uniformنہیں تھا تو ابھی ایک classہے جو different levelکا سوچ رکھتی ہے۔ اس طرح middle and lower classesمختلف سوچ رکھتی ہے۔ اس پر میرے دوست ہی یہ بات کریں گے کہ یہ changeہم کس طرح لائیں گے؟ اور parallel education systemکے fall outsکیا ہیں؟ تو میں چاہوں گا کہ میرے دوستوں کو موقع دیا جائے تاکہ بات ہو سکے۔ Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی نشاط صاحب۔

جناب ایس ایم نشاط الحسن کاظمی: محترمہ سپیکر صاحبہ! میں point of order پر ہوں۔میں یہ requestکرنا چاہوں گا کہ چونکہ یہ جو

motionہے اس کے اندر دو الفاظ ایسے استعمال ہوئے ہیں کہ اپوزیشن کے ممبران کو treasury benchesکے موقف کا بالکل پتا ہی نہیں ہے۔ تو uniformاور parallel education system education systemکی وضاحت محترم Education Ministerاگر کر دیں تو ہمارے لئے بحث میں جانا اچھا ہو جائے گا۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

Madam Deputy Speaker: Once the motion is put in front of the Parliament only then we will give him the chance to speak. Once it has been discussed and put in the Parliament then he will explain that. Mr. Sadan Nasir.

جناب محمد سعدان ناصر: پاکستان میں different parallel education system existکرتے ہیں جس میں Cambridge base education systemہے اور مدرسہ سسٹم ہے۔ اس کے علاوہ میڈیم پر بھی categorizationہے جس میں اردو میڈیم ہے اور انگریزی میڈیم ہے۔ تو بہت ساری parallel systemsہمارے پاس پاکستان میں existکر رہے ہیں۔ تو uniform education systemسے جو ہم مراد لیتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم ان سب systemsکو gradually ایک uniform systemکی طرف لے کر جائیں تاکہ ایک curriculumہو ، ایک میڈیم ہو، اور ایک ہی طرح کا سسٹم ہو سب لوگوں کے لئے۔

ہماری پارٹی اس topicکے مختلف aspects پر بولے گی اور آج میں جس aspectپر بولوں گا وہ ہے parallel education systemکے disadvantages. First and foremost class parallel systemکو promoteکرتا ہے آپ کے education system.آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری سوسائٹی کے اندر جو ہماری elite classہے یا upper classہے وہ زیادہ تر ترجیح دیتی ہے کہ انگلش میڈیم ، اے لیول اور او لیول کی ایجوکیشن لیں۔ جو ہمارا غریب طبقہ ہے وہ اردو میڈیم اور پبلک سیکٹر کے سکولز میں جاتے ہیں اور تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تو اس سے ایک نتیجہ ہم اخذ کرتے ہیں کہ جو gapہے امیر اور غریب کے درمیان یہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ کوالٹی آف ایجوکیشن میں بہت زیادہ فرق ہے یعنی انگلش میڈیم، اردو میڈیم ، پبلک اور پرائیویٹ سیکٹرز سکولز کے درمیان۔ اس کے علاوہ جو دوسرا اس کا بڑا factہے وہ یہ ہے کہ ہمارے cultureاور valuesمیں بہت adverse effect آرہا ہے کہ جو مختلف curriculums ہے اور مختلف جو systemsہیں ان کے مختلف interpretationsہیں اور مختلف versionsہیں اور وہ differentطرح سے cultureاور ہماری valuesکو inculcateکر رہے ہیں youthکے اندر۔ میں جاپان کی مثال دوں گا۔ جاپان میں لوگ جب reformsلے کر آئے تھے، تو ان کا ایک moto تھا، وہ تھا western knowledge and Japanese soul یعنی کہ وہ western knowledge لانا چاہتا تھا لیکن اس کے

ساتھ اپنی culture اور values کو بھی preserve کرنا چاہتا تھے۔ اس کے لئے انہوں نے یہی کیا کہ انہوں نے اپنی curriculum کو uniformity کی طرف لے کر گئے۔

اس کے علاوہ جو اس کا ایک effect ہے وہ یہ ہے کہ private sector کی monopoly اس سے promote ہوتی ہے کہ private sector کے different fee structures ہیں وہ different fee کے نام پر curriculum different fee structures لیتے ہیں اور ان پر کوئی کنٹرول نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جس چیز پر میں بات کرنا چاہوں گا وہ کوالٹی کنٹرول کا میکانیزم ہے۔ اس وقت جو بھی curriculum ان پر ایک strict monitoring system نہیں بنایا جا سکتا ان کی diversity کے مطابق کیونکہ وہ جو بھی curriculum بنانا چاہتے ہیں وہ بناتے ہیں اور پڑھاتے ہیں۔ اس پر کوئی strict check and balance exact assess نہیں کرتا۔اس کے بعد میں چائنا کی ایک مثال دینا چاہوں گا کہ جہاں پر uniform education system implemented ہے اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان کی independence اور پاکستان کی independence کوئی اتنا زیادہ فرق نہیں ہے لیکن آج ان کے پاس high literacy rate ہے۔ان کے class difference comparatively بہت کم ہیں ہمارے class differences سے اور وہ لوگ بہت sensitize ہیں اپنے culture and values کے مطابق۔ آج ان کی بہت strong economy ہے۔ تو ہمیں بھی چائنا اور انڈیا کے

role models کو follow کرتے ہوئے uniformity کی طرف جانا پڑے گا اور یہ یقیناً ایک gradual process ہوگا۔ اس کو ہم abruptly تو کر نہیں سکتے ۔اس کے بارے میں جو پورا process ہے وہ consus کے through ہی develop کیا جا سکتا ہے۔

Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Umair Zafar Malik.

Mr. Umair Zafar Malik: Ladies and gentlemen, as a member of the Green Party first of all I would start off by quoting the manifestoes of both the parties in this issue. The Blue Party believes that a uniform system of Education for all students upto 12^{th} grade with uniform curriculum should be enforced, while the Green Party having the democratic believes that there is no objection to diverse the education system and people should have the right to choose by the way of democracy the type of education that they like. I will start off supporting the case of this side of the House. First of all, the motion that has come up is very vague. It has not come up with practical measures to materialize whatever they seek. So, this to us is no more than to toe the line. There is nothing tangible into it. I would like to mention that it is very easy

to emphasize the importance of something and very hard, in fact, impossible in this case to materialize the change that they seek and in all move on to the different systems of education that are present in the country. What will happen if you try to merge them into a single system and effectively abolish all the other diverse systems that are present. The basic problem is that there are different modes of instructions present in this country. In the rural areas, let alone Urdu, the regional languages are Punjabi, Pushto and Sindhi for that matter are the modes of instruction in those schools. The students of these rural areas who are instructed in Urdu medium sort of schools, they have a major problem to speak English when they have to speak in English. So, I don't know which magic wand they have to convert all those students who speak Urdu into English medium schools and make them fluent in English. On the contrary, the students in the urban areas are taught in English medium schools are pushed to speak Urdu. So, this transition from diversed systems to one uniform system is impossible. Then there are Madrasas which are an integral component of the society. First of all you will have to see who end up going to the

Madrasas, it is of course, the less privileged class of our society and the Madrasas by the way are doing a fantastic job by providing education to a hundreds of thousands of under privilged people. As the worthy guest speaker in the morning mentioned that no matter we have schools whether we have not a school in the remotist villages but we have mosques there. These are basically providing education to the fartherst possible areas and to the least privileged areas of Pakistan. So, by banning the Madrasas in the name of uniformity converting them into one system, the system that we consider right will effectively be snatching away the right of hundreds of thousands of under privileged people that basically effectively would lead to our litracy rate decreasing further which already is tottering in the low the forties. Ladies and gentlemen; this of course, has an ideological backlash, I mean there are certain people in the society who feel that being taught in a religious school or Madrasas as they put it is their basic human right. They need to be taught in the school that they feel suit in the most. So, what right does this side of the House have to force them into

the system of education that they feel is right violating the basic human right of others to choose the type of education which they think suit in the best. So, this is the gross violation of human rights, ladies and gentlemen. Then to the most pertinent of the differences the O-level stream and the matric, FSc stream, as the worthy guest speaker mentioned that uniform جو بھی آپ سے کہہ رہا ہے کہ وہ ایک system لائے گا، وہ straightaway آپ سے جھوٹ بول رہا ہے۔

The "O" and "A" level stream cannot be banned. The Cambridge University if the worthy Minister for Education knows it does not fall under his jurisdiction so, he cannot force them to change the curriculum to the uniformity that he thinks is right. So, of course on the other hand what you are doing is by banning or effectively stopping the Cambridge University or the "O" and "A" level system that you are forcing the people who can manage who can afford a better system of education and internationally accepted system of education you are forcing through a failed system of education. This again does not suit the country, does not suit the

individuals and again is against their basic human rights. What happens is that when you are banning the system of the British universities would you effectively doing is that you are leaving people only one option which is our own failed matriculation, Fsc system as was emphasized by the worthy guest speaker in the morning. What we have seen in the past four, five years in our matriculation, FSc system which by the way is the parallel system that we have, the only parallel system that we have right now is that in the last 5 years all possible humanly absurd switchings have been made with regards to the number of marks, the marks schemes, the exam pattern, the number of subjects per year, the number of exams per subject and God knows what. All possible absurd changes have been made riversed and they wish to make again. So, this is the proven failed sytem and they have no right of forcing people into this failed system and snatching away from them the right to a better system of education which of course, can afford. With that I would again like to quote that which effectively is the stance of the Green Party that you don’t have right to kill diversity in the name of uniformity and a better approach

would be to let people choose, if you are good enough to make a system that is acceptable to all that satisfies the needs of all which of course is impossible, there are people who do not agree to system, there are a lot of people who do not agree to a single system. There are people in Pakistan who think that religious system is best, how can you force them into a secular system.

Madam Deputy Speaker: Thank you Mr. Umair Zafar Malik. We have to follow Rule No.59 sub-rule 6.

محترمہ ثور فبہا علوی: بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم- سب سے پہلے انہی کے تھوڑے سے
commentsسے startکرتے ہیں- انہوں نے کہا کہ
جو motionہم نے presentکیا ہے یہ it is a
dream.تو let me sayکہ they say if you want
to plan for one year sow a seed, if you want to plan for 10 years sow a tree and if you want to plan for 100 years educate
people.دیکھیں، pointہمارا یہ نہیں ہے کہ ہم
نے انگلش میڈیم لانا ہے- Point being one
mediumہونا چاہیے- Categorizeہو گئی ہے ہماری
ساری سوسائٹی- Upper level, medium level and
lower levelہم کدھر جا رہے ہیں ہمیں خود یہ پتا
نہیں ہے- آپ خود دیکھ لیں کہ جو developed
countriesہیں like Britain, US, France,

Germany and Italyیہ کس طرح developہوئے ہیں۔
They planned, planned for years,جب انہوں نے
root اس کےOne education system کیاplan
standardized پر آپ جائیں تو ان کا ایکcause
regional ہے۔ آپ نے بولا کہeducation system
languagesجو ہیں اس پر آپ نے بولا، تو میں آپ
کو یہ point clearکر دوں کہ ہمیں کوئی اس پر
اعتراض نہیں ہے۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Member you should address the speaker.

Ms. Sor Fabha Alvi: O.K. sorry. Whatever he said about the regional languages is.

تو point یہ ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے
compulsary آپ اس کو regional languagesسے،
subjectرکھنا چاہتے ہیں رکھیں، ہم تو
less کہ انہوں نے بولا appreciate that.پھر
privilegedلوگ جو ہوتے ہیں وہ مدرسہ کو جاتے
at least educate ہیں۔ ہمارا standردف یہ ہے کہ
what they ان کو اتنا پتا ہونا چاہیےpeople
want?جب ایک عمارت کی بنیاد ہی کمزور ہے تو
آپ اس کے اوپر دیواریں کس طرح کھڑی کریں گے؟
People don't what they want at least let them knowکہ ان کو چاہیے کیا؟ جب لوگ مدرسوں
education میں جاتے ہیں - انہوں نے کوئی
systemدیکھا ہی نہیں ہے۔ At leastآپ ان کو ایک
opportunityدیں کہ وہ دیکھ لیں کہ ہوتا کیا ہے؟
What is education and what can education

do, to change what you want. Then, uniform education آپ advantagesآجائیں national تو پہلے سب سے تو پرsystem آپUniform Education System۔ہےintegration کی، جب آپ سکول levelسے آپ لوگ بچوں کو educateکریں گے۔ Brain storming ان کا ہوگا۔ Intellectual اور ان کا developmentذرا اچھا ہوگا، بہتر ہوگا اور standardizedہوگا۔ They will know things better. اس سے آپ کا point of view clear ہوگا، what you want آپ ایک road mapان کو دے دیں، آگے ان کی diversityہے۔ آگے what ever they want to do they can doان کو ہم روک نہیں رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ہمارا basicجوmanifestoہمارا readکیا ہے اس میں بھی یہی تھا کہ standard 12thتک at least آپ uniform educationدیں۔ So, thatسب لوگ ایک لیول پر سوچیں، آگے ہم کسی کو روکنے کے لئے نہیں بیٹھےجو جو کرنا چاہتا ہے they can do that. ہم ابھی تک British legacyمیں ہم لوگ وہی پھنسے ہوئے ہیں۔ classes Divide and ruleمیں divideکر دیئے۔ وہی بات ہے کہ like what ever happened in Rawanda, Frenchنے divideتھا۔ اب Frenchتو چلے گئے کیا ہو رہا ہے ابھی تک وہاں پر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ What for, ان کو خود پتا نہیں۔ ہمارا بھی وہی سسٹم ہے۔ ہم اسی کے اوپر چل رہے ہیں۔ Same systemجب سے آزاد ہوئے ہیں پھر بھی آزاد نہیں ہوئے کیونکہ ہم لوگوں کو opportunitiesنہیں دے رہے ہیں۔ ہم

لوگوں کا mindمworkہوں کرتے کہ کیا کرنا ہے آگے کیا نہیں کرنا۔ Basic themeآپ لوگوں کو educateکریں uniform systemدیں so, at least they can opportunitiesدیں thinkکہ کیا ہمیں کرنا چاہیے۔

Madam Deputy Speaker: Abdul Ullah sahib, please listen to the honourable member, all of them are elucidating the motion they have put in front of the Parliament.

Mr. Umair Zafar Malik: Point of order Mam.

Madam Deputy Speaker: Please stand up.

Mr. Umair Zafar Malik: Thank you. The worth speaker just said that you want to provide opportunity to the people and the uniform system, when you are providing a uniform system you are not providing any other opportunity and option. So, that is inherent contradiction.

Madam Deputy Speaker: This is not a point of order. Please sit down.

محترمہ ثور فبہا علوی: Advantagesجو ہم basically uniform education دیکھتے ہیں brain systemجب آپ کا system that is, basically stormingآپ کی youngstersکی اچھی ہوگی۔ تو they can think well, آپ کی developmentہوگی۔

Political ہوگی۔Socio-economic development second as I mentioned, ہوگی اورdevelopment جوکہ اس timeپر بہت زیادہnational integration لگتا ہے۔ آپ کی nation coherentہوگیimportance تو like a think can youآپ لوگ اپنی decisionsآپ لوگ جو makeکر سکتے ہیں اس میں آپ لوگ زیادہ powerfulہوں گے۔ And it is the need of the hourکہ آپ کی nationمیں یہ coherentہونی چاہیے because what ever has happening on eastern and western boardersتو اس کے لئے تو I mean this is the most important thing. Thank you so much.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی عثمان صاحب۔

جناب عثمان علی: میڈم! ابھی تک میرے خیال میں Houseمیں وہ sense developہیں ہوسکی کہ actuallyہی motionکس طرف جا رہا ہے۔ Just because of the non clarification of the uniform education system or parallel education system. Either they are talking about the medium or they are talking about the standardization of every curriculum.تو kindly explanation یہ دے دیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عثمان صاحب! تشریف رکھیں۔ These four people who have put the motion would be explaining this and the education Minister would wind it up in the end. So, they just are trying to explain it, you have to carefully listen to them.

Mr. Usman Ali: We have to argue and we have to dialogue in it and we must know what they actually want to say.

Madam Deputy Speaker: They are trying to explain. At least let them to speak and they will explain everything to you. Syed Waqar Ahmed.

جناب سید وقار احمد: بہت شکریہ میڈم سپیکر۔ میرے لئے یہ سوچنا ذرا مشکل تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے اتنی destructive قسم کی resolution آئے گی۔ I am sure کہ ان کی intentions صاف ہیں یہ resolution بہت ہی non-sensical سی ہے اس وجہ سے کہ یہ مدرسوں کے بھی خلاف ہے۔ یہ O and A level system کے بھی خلاف ہے۔ And I am quite frankly یہ education کے خلاف بھی ہے۔ اس وقت ہمیں جس چیز کے بارے میں debate کرنی چاہیے وہ اپنے educational standard کو improve کرنے کے لئے debate کرنی چاہیے ناکہ کسی uniformity, کسی philosophical idea کے pursuance میں یہ communist ایجنڈا ہے جس کے اندر ایک classless society اور انہوں نے جو quote example کیا تھا وہ بھی China کا quote کیا تھا۔یہ ہماری سوسائٹی نہیں ہیں، ہماری ایک unique environment ہے، ہم China کو ماڈل اس situation میں نہیں کر سکتے، economic model تو کر سکتے ہیں۔ لیکن ہماری ethiest religion is root in our society. تو جہاں تک rich, poor gap کو ختم کرنے کا تعلق ہے وہ

کو richکو penalize کرکے ، مطلب یہ ہے کہ richکو بھی poorکر دو یہ اس طرح نہیں دور ہوتا- اب جو غریب ہیں ان کو opportunitiesدیں تاکہ وہ riseکریں اور اس طرح rich, poor gapختم ہوتا ہے نہ کہ آپ rich opportunities educationکو denyکر دیں- وہ تو ہو سکتا ہے- آپ لوگوں سے اس طرح popular sympathyتو لے سکتے ہیں لیکن پاکستان کی National interestکے لئے it is completely destructive. اس وقت جو ہماری realitiesہیں وہ ہماری economic collapseہیں - ہمارے public education system completely collapseہوا ہے- Illiteracyبہت ہے اور اس وقت میں ان پر debateکریں نہ کہ ایک principleایک ideaایک ایسی philosophical discussionکہ ہر چیز uniformہو جائے تو وہ counter productiveہے- مدرسوں کو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے- O and A level systemکو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے- مدرسوں کو اس لئے ختم نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ تو ایک religious freedomہے آپ اسے کیسے ختم کر سکتے ہیں؟ Secondlyوہ آپ کی سوسائٹی میں ایک safety net ہے جن لوگوں کو educationکی opportunitiesنہیں ملتی- آپ کا systemہی collapsedہے وہ کم از کم ادھر ادھر پھیرنے کی بجائے یا extremismمیں پڑنے کی بجائے ان کے پاس ایک institutionہے جہاں پر انہیں educationبھی ملتی ہے اور ایک vocational educationبھی ملتی ہے اور ان کو nutritionبھی

ملتی ہے اور ان کو ادھر کھانا پینا بھی ملتا ہے۔ تو آپ کا یہ بھی ایک ایجنڈا پورا ہوتا ہے۔

جناب احمد نور: میڈم سپیکر! Point of order اس resolutionکا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم کسی چیز کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس systemکو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو elite classکو availableہے O levelکے throughپر۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر standardکو improveکریں۔

Madam Deputy Speaker: Ahmed Noor sahib, this is not a point of order, please let the Member continue. Don’t confuse point of order with personal clarifications. Yes, Sadan sahib.

جناب محمد سعدان ناصر: Point of order ہمارے مدرسوں میں ہمارے studentsکو جس طرح کھانا ملتا ہے، میرے خیال میں ہم سب جانتے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Sadan sahib, this is not a point of order, please sit down. Order in the House. Yes, Waqar Ahmed sahib.

جناب سید وقار احمد: اس کے بعد جو O and A level systemہے اس کو ختم کرنے کا یہ againبہت populerقسم کا statementہے کہ ہم O and A level systemختم کر دیں تو classکی boundaryبھی ختم ہو جائے گی یہ بالکل غلط ہے۔ یہ ایک systemہے آپ کے ملک میں جو کام کر تا

ہے۔ ایک systemہے جس سے ایک صحیح قسم کی educationملتی ہے لوگوں کو اور آپ اس کو بھی denyکرنا چاہتے ہیں تو آپ کے ملک کا پھر کیا بنے گا؟ اور again to thinkکہ O and A level systemجو ہے اس سے ہم پاکستانی نہیں بنتے اس سے ہم انگریز بنتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔

This is casting aspersians on so many good people who have done O and A level and they are better Pakistanis, as you guys are or anybody else is.

Madam Deputy Speaker: Waqar Ahmed sahib, thank you. Ansar Hussain.

Mr. Syed Ansar Hussain: Thank you Madam Speaker.

ہمارے ملک میں اس وقت متوازن تعلیمی نظام چل رہے ہیں۔ ایک طرف elitist private schoolsہیں اور public schoolsہیں تو دوسری طرف مدرسہ ہیں۔ جہاں سے Simi-literateقسم کے مولوی پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جوکہ صرف نکاح پڑھوا سکتے ہیں۔ Modern science and technologyکے بارے میں ان کو بالکل کوئی علم نہیں ہے اور نہ ان کے ہاتھ میں کوئی marketable knowledgeہے۔ ریاست کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہر شہری کو educationکے برابر مواقع فراہم کرے جوکہ parallel education systemمیں بالکل ہی ناممکن ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہیے کہ قانون سازی کی جائے اور gradual processہے اور gradualطریقے سے ایسے stepsلئے جائیں کہ ملک

میں uniformنظام تعلیم ہو۔ Uniformنظام تعلیم سے مراد ہماری یہ ہے اور میں یہ clearکر دوں Houseکو کہ دینی تعلیم بھی ہو اور دنیاوی تعلیم بھی ہو ۔

(آگے Youth-3پر جاری ہے)

YOUTH-3 RASHID

میڈم ڈپٹی سپیکر۔ تیمور سکندر چوہدری۔

جناب تیمور سکندر چوہدری: میڈیم سپیکر، میں سب سے پہلے کچھ باتیں clarify کرنا چاہوں گا۔ ہمارے اپوزیشن کے کچھ بھائی صاحب جو اپنے آپ کو self-appointed ambassador of human rights consider کرتے ہیں ، انہوں نے یہ کہا کہ we are depriving the people of their basic rights ہم نے یہ کب کہا ہے کہ یہ وہ نہ کریں۔ ان کےپاس پیسہ ہے وہ خرچ کریں ۔ جہاں دو ہزار کرتے ہیں، وہاں چار ہزار کریں۔ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

Madam Deputy Speaker: Order in the House, please.

جناب تیمور سکندر چوہدری: لیکن ہم چاہتے ہیں کہ جو غریب ہیں، جو دو ہزار خرچ نہیں کر سکتا ، اسے ایسی ایجوکیشن دی جائے کہ وہ اس دو ہزار والے کے مقابلے میں آ ئے، بے شک وہ جتنے پیسے دے کر پڑھے۔ ہم نے یہ کب کہا ہے کہ Hi-Fi topknot schools کو بند کر دیا جائے ، کیمرج کو ختم کر دیا جائے اور ان سب چیزوں کو ختم کر دو۔ ہم نے یہ بالکل نہیں کہا ۔ ہم نے

تو کوئی مدرسہ بھی بند کرنے کو نہیں کہا - ہم لوگ صرف یہ کہتے ہیں کہ جو طالب علم مدرسے میں ہیں، اسے بھی ایسی تعلیم دیں کہ وہ کیمرج کا مقابلہ کر سکے وہ کھڑا ہو سکے ، وہ دنیا میں سب کے ساتھ کھڑا ہو سکے- وہ shy محسوس نہ کرے کہ یہ تو Hi-Fi people ہیں and I am a low level student. یہ بالکل نہیں ہونا چاہیے- آپ دیکھتے ہیں کہ جب professional colleges or institutions or Universities کے admission tests ہوتے ہیں we see a clear segmentation. A level and Camerge کا ایک سیکشن بن جاتا ہے- جو topknot seats ہوتی ہیں وہ Beacon House, City Schools ایسے سکولوں کی دی جاتی ہیں اور جو گورنمنٹ سکولوں کے پڑھے ہوتے ہیں وہ نیچے لیول پر آتے ہیں اور پھر وہ پرائیویٹ سکولوں میں بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں- ہم چاہتے ہیں کہ جو گورنمنٹ کے ادارے ہیں جو مدرسے ہیں انہیں بھی ایسے سلیبس دئے جائیں کہ وہ match کر سکیں- They can equally qualify with everyone else. We do not want abolish Madrassahs or Urdu medium schools or Cambridge or any thing. We all want a very uniform syllabus in every sort of education system. That is what we want. یہاں پر ہمارے کچھ بھائیوں نے کہا ہے they are democrats, they believe in that people should have right to chose what ever they want to choose. Sir, We are also

democrats. We are sitting in the government with the popular vote and that is democracy. Democracy یہ بھی کہتی ہے کہ ہر ایک کو equal opportunity دو۔ ہم نہیں یہ کہتے کہ چار ہزار والا ہی صرف پڑھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کم پیسے والا بھی پڑھے۔ this is a true democracy. Democracy does not mean کہ جس کے پاس پیسے ہیں، اسے آپ سب کچھ دے دیں اور جس کے پاس کچھ نہیں ہے، وہ بھوکا ننگا بیٹھا رہے۔ Democracy means جس کے پاس کچھ پیسہ وہ بھی کچھ کرے جو بھوکا ننگا ہے اس کے لئے۔ We want a unifom syllabus system, not segmentation in the society. Thank you very much.

میڈیم ڈپٹی سپیکر: جناب فرخ جدون -

جناب فرخ جدون: میڈیم سپیکر، بہت شکریہ۔ میڈیم سپیکر، مجھے تو ابھی تک ان کی جو موشن ہے، اس میں سے کچھ باتیں سمجھ نہیں آ رہی ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! یہ uniform education system کی بات کرتے ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلبا کو یہ امام غزالی کے خیال و علوم پڑھائیں گےیا جو بندہ دیو بند میں پڑھ رہا ہے یا جو مدرسہ میں پڑھ رہا ہے ، اسے inherited ethnicپڑھائیں گے یا physic پڑھائیں گے؟ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ uniform education systemسے ان کی کیا مراد ہے؟

(مداخلت)

دوسری بات یہ ہے کہ جس بات کی طرف یہ اشارہ کر رہے ہیں یہ ایک social change ہے۔ social and cultural change ہے ۔ اس طرف پہلے سوسائٹی کو تیار کرنا ہوتا ہے۔ آپ ایک دم سے social culture change نہیں لا سکتے۔ اس طرح anarchy آ جاتی ہے ۔ اگر آپ sociology کو تھوڑا بہت پڑھ لیا کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Madam Deputy Speaker: Order in the House, please.

جناب فرخ جدون: آپ social cultural change کے لئے آپ اپنی سوسائٹی کو پہلے تیار کریں۔ اس کے ذہن اس طریقے سے بنائیں کہ وہ کسی change کو accept کر سکیں۔ اس کے بعد آپ اسے لے کر آئیں۔ انشا اللہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

اس کے بعد میڈم نے بات کی، بہت سارے اور لوگوں نے بات کی ۔classless سوسائٹی جیسی بات کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم manifesto communist کو follow کر رہے ہیں۔ classless society آج کل کے زمانے میں ہو ہی نہیں سکتی بلکہ آپ دنیا کی تاریخ اٹھا کر پڑھ لیں classless society ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ اگر آپ تمام لوگوں کو لیڈر بنا دیں گے۔ تو سرحد پر پیرا کون دے گا۔ آپ سرحد پر پیرا دینے کے لئے کسی بلا کر لائیں گے۔ آپ تمام لوگوں کو لیڈر نہیں بنا سکتے۔ آپ تمام لوگوں کو سپیکر

نہیں بنا سکتے۔اگر ہوگا تو پھر ادھر کون بولے گا۔ آپ تمام لوگوں کو پارلیمنٹرین نہیں بنا سکتے ہیں - اس طرح کام کون کرے گا؟ teachingکون کرے گا؟ بجائے اس کے کہ وہ اس طرح کی idealismکی باتیں کریں۔ میں ان کو تجاویز پیش کروں گا کہ وہ مہربانی کرکے ان پر غور کریں - آپ انہیں promoteکریں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو پڑھانے والا بندہ ہے، ٹیچر ہے، آپ کی مالی حالت کی طرف توجہ دیں - ایک شعر ہے، کسی شاعر نے کہا تھا -

اس کی اپنی بیٹی کی ہتھیلی خشک رہتی ہے

جو بوڑھا دن بھر دھوپ میں حنا تقسیم کرتا ہے

(ڈیسک بجائے گئے)

اس کا اپنا بیٹا ، اس کی اپنی اولاد بھوکی مر رہی ہے۔ وہ بےچارہ اتنے پیسے affordنہیں کر پا رہا ہے کہ وہ اس کی ٹیوشن یا فیس پوری کر سکے۔آپ idealism, uniform education systemکی بات کر رہے ہیں ، آپ پہلے اس کی مالی حالت ٹھیک کریں۔ اگر اس کے پاس گنجائش ہوگی تو وہ بھی ٹھیک طریقے سے اپنے بچوں کو پڑھا سکے - اس کے بعد آپ پرائیویٹ اداروں میں فیس رکھیں - آپ HECکو bound کر دیں یا بورڈ انہیں boundکر دے۔ کہ آپ کو 20% seats deserving studentsکے لئے رکھیں گے تو پھر آگے چل سکتے ہیں۔ ورنہ آپ گھر جائیں - آپ ایسے طلبا کے لئے سیٹیں رکھیں اور اس کے

لئے باقاعدہ notification جاری کریں ۔آپ ان کے لئے وہاں مراعات رکھیں۔ اس کے بعد گورنمنٹ کا اپنا کام ہے کہ وہ ہر ایک بندے کو کچھ stipend provide کرے۔ ہماری ان تجاویز پر یا جو تجاویز کمیٹی forwardکرے گی ، ان پر کام کریں بجائے اس کے idealism کریں کیونکہ ایسا کرنا بہتر رہے گا۔

جناب احمد نور: میڈم صاحبہ Point of Order,میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں یہ بتائیں کہ جو لیڈر بن رہے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہ لوگ صرف ایک فیصد لوگوں سے آ رہے ہیں اور ۹۹فیصد اس میں نہیں آ رہے ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Ahmad Noor Sahib, This is not a point of order.

جناب احمد نور: مجھے صرف یہ بتا دیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: مہربانی کرکے آپ تشریف رکھیں - جناب بلال احمد۔

جناب بلال احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں آپ کے توسط سے دوبارہ بتانا چاہوں گا کہ ایجوکیشن کی definitionکیا ہے تاکہ ہماری ساری confusionsدور ہو جائیں کہ word educateکیا ہے۔ Pocket Oxford Dictionaryکے throughوہ کہتی ہے کہ to give intellectual, moral and social instruction. The focus is on intellectual, moral and social instructions.جب آپ کو ان

تین basicچیزوں کے بارے میں پتا ہوگا۔ یہ چیز ہوتی ہے ایجوکیشن۔ اب اس سے آگے چلتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: Order in the House.

جناب احمد نور: پھر کچھ میرے right sideکے ساتھیوں نے اس طرح کہا کہ آپ مدرسوں کو گرانے جا رہے ہیں - آپ خود ہی میزائل مار کر انہیں تباہ کر رہے ہیں۔ ایسی بالکل کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کے اندر ملا کا کوئی concept existsنہیں کرتا - اسلام میں کوئی clergy existsنہیں کرتی۔ آج جمعہ کے خطبے میں آکر ملا جو بولتا ہے کہ ہم امریکہ کو ہم مار کر یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے - اس ملا کی روٹیاں اس مدرسے کے چندے پر چل رہی ہوتی ہیں۔ آپ وہاں دیکھیں تو سہی کہ وہاں ہو کیا رہا ہے۔ میں اپنے personal experience shareکرتا ہوں - 22 Mosqueسے لے کر ۲۲ نمبر بس کے آخری سٹاپ تک، کینٹ ایریا میں آپ کو ۲۲ مساجد ملیں گی جو کہ triple storiesہیں - وہاں ۲۲triple stories مساجد ہیں جو کہ فجر کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز تک بند رہتی ہیں۔ مگر وہاں پر صرف ٹینچ المینار مسجد کے ساتھ ایک سکول ہے۔ وہاں پر schoolingنہیں ہے - کیوں؟ کیوں نہیں ہے وہاںپر؟ اگر گورنمنٹ کو دینا ہی ہے - ان کے پاس بنے بنائے انسٹیٹیوشن موجود ہیں ، ان کو useکیا جا سکتا ہے۔ جب ہم definition of علم پر ہی جب ہم اتنے confuseہو گئے ہیں تو میرا خیال میں پھر آگے

چلنے کا تو کوئی فائدہ ہی پیدا نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ خود اتنے confuse ہو گئے ہیں اور اس چیز کو لے رہے ہیں۔ آگے چلتے ہیں۔ اگر آپ لوگ ideas مانگتے ہیں - ideas ہماری پارٹی آگے لے کر آئے گی۔ بتائے گی کہ کس طرح stepwise آگے چلنا ہے۔ یہ ایک دو دن کی چیز نہیں ہے کہ بھائی ، دو بار چار debates ہم نے یہاں سے کی اور دو چار شعرجوش والےیہاں سے آئے اور بس جناب بات چل گئی۔ ڈیسک بجا لئے ، یہ کر لیا اور وہ کر لیا - جناب والا! باتوں سے کام نہیں ہوتے ہیں بلکہ کام کرنے سے ہوتے ہیں - actions define کرتے ہیں کہ آپ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ ایک idea جو implement ہوا ہمارا NUST میں۔ یہ ایک پروفیسر صاحب نے کیا ہے۔ یہ بہت اعلی idea تھا۔ انہوں نے ایک student volunteer club بنایا اور اس کے اندر انہوں نے اپنے کورس کے اندر۵فیصد مارکس کا share رکھ دیا۔ وہ کیا ہے کہ آپ میں سے ہر طالب علم نے ایک illiterate بندے کو literate کرنا ہے ایک سال کے دوران۔ آپ لوگوں کو چار سال کی ڈگری ہے۔ اس میں آپ نے چار بندوں کو جو کہ ان پڑھ ہیں جو کہ چاہتے ہیں کہ پڑھے لکھے بندے بن جائیں، ان کو انہوں نے literate کرنا تھا۔ وہاں پر وہ implement ہوا اور الحمداللہ وہ کامیاب ہوا۔ same system ہم نے implement کیا ہے Zabais کے اوپر، وہ students volunteer clubs والا implement ہونے جا رہا ہے۔ اس طرح کے کچھ اور کچھ concepts آپ لوگوں کو طرف سے آئیں

گے جیسا کہ یہاں کے ایک ساتھی نے کہا اور کچھ ہماری طرف سے آئیں گے اور پھر مل جل کر آگے جا کر کام کریں گے تو پھر بات بنے گی۔ آخر میں ایک شعر کا جو دوسرا مصرعہ جو مجھے یاد ہے وہ کہہ دوں گا کہ

ملا کی اذان اور ہے مجاہد کی اذان

اور

شکریہ۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: Please sit down. Honourable members, please follow Rule No. 59, sub rule 5, 6 and 7. Do not repeat whatever already has been said because the time of the Parliament is very precious. And instead of criticizing each other and having personal attacks, you should work out on more constructive things. Mr. Fawad Zai.

جناب فواد ضیا: شکریہ - میڈم سپیکر، میرے جذبات کی کافی یہاں پر رونمائی ہو چکی ہے۔ اس intentionسے مجھے کوئی انحراف نہیں ہےکہ یہ بھائی uniform systemایک نیک نیتی کی بنیاد پر لانا چاہتے لیکن اس کی practical implementationتھوڑی vagueہے۔ اب ہماری جو تقریبا آٹھ سالہ امریت کا ruleرہا ہے، وہاں پر جب ہماری ایجوکیشن منسٹر تھی ، انہوں نے اپنے انٹرویو ہمیں کہا تھا کہ بھائی میں چار سے پانچ سال کے اندر ایک uniform system

propose کروں گی اور میرے اپنے جو set in, as an example ہیں، جو ادارے ہیں، وہاں میں انہیں ایجوکیٹ کروں گی۔ لیکن یہ ہے کہ ان تمام مسائل کے باوجود جب پاکستان کا GDP بھی اچھا تھا so-called تو وہ یہ practically implement نہ کر سکیں۔ اس intention سے مجھے کوئی بھی اعتراض نہیں ہے لیکن میرے بھائی نے بات کی ہے کہ مدرسہ جو ہیں، انصار بھائی نے بات کی ہے کہ بھائی وہ ایک terrorist toll کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ تو میرے بھائی اگر ہم past میں اپنی گورنمنٹ کی پالیسی دیکھیں تو جب خطے میں Russian incursion ہوئی تھی تو تب انہی مدرسوں میں سے بھولے بھالے لوگوں کو جہادی بنایا تھا۔ اب یہ ہے کہ جیسے کہ نیم حکیم وبال جان۔ کسی بھی چیز کی partial implementation جو ہے ، وہ اچھے نتائج درآمد نہیں کر سکتی تو جس طرح professionalism ہے ، let us suppose اپنے میڈیکل کالجوں میں mathematics کو بھی induct کر دیں گے تو پھر جو ایک professionalism ہے وہ ہمیں میڈیکل کالجوں سے نہیں مل سکے گا۔ vice versa یہی ہم انجینئرنگ کالجوں میں health sciences کو induct کر دیں گے تو پھر وہاں سے ہمیں professionalism نہیں ملے گا۔ اسی طرح practical speaking بہت اچھی بات ہے۔ میں اپنی تجاویز میں یہ بات کہوں گا کہ ملیشیا کا ایجوکیشن سسٹم study کریں اس سے ہمیں بہت اچھے نتائج مل سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم مدرسہ میں ان کا تھوڑا سا focus ہٹا دیں گے تو

پھر کیا ہوگا کہ وہ پھر pseudoملاں جو ابھی ruleکرتے ہیں، پھر ہمیں یہ دیکھنے میں ملیں گے۔ اس کے برعکس اگر آپ اس کی practical implementationلانا چاہتے ہیں جس طرح میرے بھائی نے گزارش کی کہ یہ ایک آہستہ and gradual changeکے تحت آ سکتی ہے۔ آپ سکالرشپ دیں۔ آپ مدرسوں کے طالب علموں کو سکالرشپ دیں۔ ایک practical implementationجو last governmentنے anarchyہوتے ہوئے بھی ، وہ کہتے تھے مدرسے ایک NGOہیں، اس میں دیکھنے میں آئی ہے کہ جو مدرسوں کے طالب علم ہیں، وہ vocational trainingsمیں maximum inductہوئے ہیں اور میں ایک practical example quoteکرنا چاہوں گا کہ جتنے computer related, typing and composingہے، میں NWFPکی مثال دوں گا کہ وہاں پر آپ کو eveningمیں مدرسوں کے طالب علم ہی کام کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تو یہ ایک positive prospectiveہے تو اس کو بھی جب کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کرے مد نظر رکھے۔ شکریہ میڈم سپیکر صاحبہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب وقاص رانا۔

جناب وقاص اسلم رانا: میڈم سپیکر۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اس پورے سلسلے میں بحث برائے بحث کی پالیسی اپنائی گئی ہے even thoughیہ کہ ایسی ریزولیوشن ہے جو کہ بہت practical stepکے طور پر پیش کی گئی ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے ہم پر یہ allegationہے کہ

اس ریزولیوشن کے ذریعے ہمارا hidden agendaیہ ہے کہ ہم مدرسوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال سے اپوزیشن کی گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا hidden agenda اس ریزولیوشن کو opposeکرنے کا یہ ہے کہ یہ ایک elite education systemکو protectکرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس کو ختم نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

میڈیم سپیکر، دوسری بات میں یہ ہے کہنا چاہتا ہوں کہ میری تمام اپوزیشن کے ممبروں سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی کرکے ہمارا manifestoغور سے پڑھیں۔ اس میں یہ clearlyلکھا ہوا ہے کہ Blue Party believeکرتی ہے کہ ہم دوسری کلاس یعنی سیکنڈری لیول تک صرف ایک uniform systemچاہتے ہیں۔ جو دو تین ممبران نے ابھی exampleدی ہے کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں الغزالی کیوں پڑھائیں گے ، بھائی اگر ایک انجینئرنگ یونیورسٹی ہے تو وہاں ایک الغزالی ایک option courseہو سکتا ہے، this is a non-senscicalکہ ایک انجینئر کو آپ الغزالی پڑھائیں -

(ڈیسک بجائے گئے)

میڈم سپیکر، دنیا کی سب سے پرانی democracy, United Statesہے اور دنیا کی جو سب سے بڑی democracyکہی جاتی ہے ہندوستان، آپ ان کے ایجوکیشن سسٹم کو ---

Madam Deputy Speaker: Order in the House.

جناب وقاص اسلم رانا: آپ ان کے ایجوکیشن سسٹم کو دیکھ لیں - وہاں پر سیکنڈری لیول تک ایک uniform education system ہے جس کا پرائمری مطلب یہ ہے کہ ان کا curriculum ایک ہے۔ یہ صاف سی بات ہے کہ اتنے بڑے ملک میں ہرسکول اتنا اچھا نہیں ہو سکتا جتنا ایک دوسرا سکول ہے لیکن کم از کم تمام بچوں کو same curriculum تو پڑھا سکتے ہیں۔ آپ same subjects تو پڑھا سکتے ہیں تاکہ ایک ایسا شخص جو FATA میں پیدا ہوا ہے اور جو ایک ایسا شخص جو ایک امیر گھرانے میں لاہور میں پیدا ہوا ہے، کم از کم جب وہ سیکنڈری ایجوکیشن کا یا میٹرک کا امتحان دیں تو وہ ایک ہی سوال کا جواب دیں۔ ایک syllabus ہوں جس پر جواب دیں۔ تو democracy کا ایک principle یہ بھی ہے کہ معاشرے کے ہر فرد کو equal opportunity ملنا ضروری ہے۔ جب تک ہر انسان کو معاشرے میں equal opportunity basic level نہیں ملے گی تو پھر free market economic and free market کا جو democratic principles ہیں وہ fail ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے۔ اگر میں مدرسوں پر آوں تو ایسا کوئی ہمارا کہنے کا مطلب نہیں تھا یا یہ کہ ان کے خلاف یہ ریزولیوشن ہے۔ جتنے پاکستان میں مدرسے ہیں، ہماری صرف یہ تجویز ہے کہ وہاں پر اس میں کیا مبالغہ ہے کہ وہ باقی subjects جو سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں، وہ بھی پڑھائیں گے۔ اس میں

اگر کوئی practical responseہے تو ضرور ہم سننا پسند کریں گے۔

میڈم سپیکر، اس کے بعد آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس موشن کے اوپر جواتنی debateہو رہی ہے ، وہ اس لیے ہے کہ Blue and Green Partiesکے درمیان میں basicفرق یہی ہے کہ ہماری اس چیز میں یقین رکھتی ہے کہ basic services provideکرنا حکومت کی ذامہ داری ہے جس میں صحت، ایجوکیشن، جس میں نیشنل ڈیفنس اور آپ کی utilities and services آتی ہیں۔ , Green Party on the other handوہ ایسی حکومت تصور ہی نہیں کر سکتے جو responsibleہو، مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے نام پر debateتو بہت کی ہے لیکن انہیں حضرت عمر کا قول یاد نہیں ہے کہ اگر فرہاط کے کونے پرایک کتا بھوک سے مر جائے تو اس کی responsibilityمیری ہوگی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

An Honourable Member: Point of Order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب وقاص اسلم رانا: جناب والا! جب میں ختم کر لوں تو بے شک یہ میرا جواب دے لیں۔

ایک معزز رکن: انہوں نے حضرت عمر کا قول quoteکیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا capital systemاس بات کی گارنٹی دیتا ہے

کہ فرہاط کے کنارے پر کوئی کتا بھوکا نہیں مرے گا۔

Madam Deputy Speaker: This is not a Point of Order. Let the honourable complete his speech and you can get your tern to ask any question.

جناب وقاص اسلم رانا: شکریہ میڈم سپیکر صاحبہ۔ میں concludeکرتے ہوئے یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ ہماری پارٹی کا basic principleیہی ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ basic principle provideکرے۔ اس کے بعد جب آپ لوگوں کو اتنا empowerکریں گے ، وہ جب basic facilities equallyدیں گے تو ہی وہ آپ کی economicکو approveکریں گے - جب تک آپ کے جو دیگر ادارے ہیں ان میں اچھے لوگ ہی inductنہیں کریں گے تو آپ کیسے دنیا سے competeکریں گے۔ تو pleaseاس کو rationallyسوچ کر debateکریں اور جو practical suggestionsہیں ان کا practical جواب دیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب وقاص علی کوثر۔

جناب وقاص علی کوثر: میں کافی بحث سننے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میرے جو فلاسفر ساتھی ہیں، ان کے لئے ایک شعر ہے کہ

میرے ان فلاسفر بھائیوں کو الٹا نظر آتا ہے

لیلا نظر آتا ہے، مجنوں نظر آتی ہے۔

ایک گھنٹے کی بحث سے اس موشن کا جو spiritہے ، وہ کچھ یوں ہے کہ ہم لوگ uniform education system چاہتے ہیں - ہم یہ نہیں چاہتے کہ سارے سسٹم کو de-railکیا جائے- پاکستان میں جو 12513مدارس ہیں اور 1500000طالب علم ہیں، ہم ان کے خلاف ہر گز نہیں ہیں- اور یہاں جدون صاحب نے یہ بات بھی کی ہے کہ انجینئرنگ کا طالب الغزالی کو پڑھے گا definitelyمیں ملاں نہیں بلکہ فلاسفر چاہیں اس پاکستان میں- یہاں پر diversityکی بھی بات ہوئی ہے اور diversityکے حوالے سےمیں یہ کہوں گا کہ جمہوریت diversity ضرور ہے اور consensusبھی ضرور ہے- جب ساٹھ سال سے ایک سسٹم چلا آ رہا ہے تو آپ مجھے آپ یہ بتائیں کہ 600قسم کے مدارس کھلے ہوئے ہیں، 600قسم کے فقہے پڑھائے جاتے ہیں- جمہوریت کیا یہ diversificationسکھاتی ہے آپ کو- پاکستان میں اتنا بڑا قتل ہوا ہے، اتنا بڑا خون بہا ہے ان مدرسوں کی بنیاد پر- میں ان کے سسٹم کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیسے جمہوریت ہے جو آپ کو ساٹھ سالوں میں ملی؟

یہ کہنا چاہتا at the endاس کے بعد میں

uniform education systemہوں کہ ہم uniform educationکرتے ہیں- اس propose systemمیں democratic پاکستان ایک governance system کے تحت چل رہا ہے- یہاں ایک National curriculum Committee بنی ہے اور یہ کمیٹی سنٹر میں ہے- ہم اس موشن کے ذریعے یہ inچیز باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ کمیٹی

ہے۔ یہ کمیٹی اس پورے ملک میں ایک action uniform syllabus setکرےwhich should be applicable for all and sundry. This is theme of our motion. Thank you very much.

ایک معزز رکن: Point of Order

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

ایک معزز رکن: میں اپنے ساتھی ممبر سے کہنا چاہوں کا کہ وہ اپنے ساتھی ممبران ہیں، ان کے خیالات کا احترام کریں اور بے جا طنز نہ کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب احمد جاوید۔

جناب احمد جاوید: شکریہ میڈیم سپیکر صاحبہ۔ میں شروع میں ایک عرض کروں گا۔ شروع میں دو بار کاظمی صاحب اورعثمان صاحب نے بھی حکومتی سائیڈ سے کی تھی کہ کچھ clarificationsدے دیں کہ یہ uniform education system and parallel education systemکیا ہے۔ اب تک جو حکومتی سائیڈ سے بیانات آئے ہیں۔ انہی کو بیان کرتے ہوئے میں بتا رہا ہوں - انہوں نے پانچ مختلف تضادات point outکئے ہیں جن میں یہ uniformityلانا چاہتے ہیں۔ ہم یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے کن دو تین تضاد پر ان کا فوکس ہے۔ ان میں پہلا تضاد O-level versus matric education systemہے - دوسرا انہوں نے English and Urdu medium systemکو high light کیا اور پھر regional languages medium میں چلتا

ہے۔ پھر انہوں نے مدرسہ base versus main
stream education system. اس کے بعد model
schools and regular schools کو high
light کیا گیا۔ اس کے بعد public and private
schools کے differences کو high light کیا گیا۔
ابھی حکومتی side کے آخری سپیکر نے عرض کیا
ہے کہ ایک uniform body بنائی جائے جو uniform
impose curriculum کرے اور وہ
curriculum پاکستان میں establish کیا جائے۔

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر۔ Point of
Personal clarification,

میڈم ڈپٹی سپیکر: Please, set down.

جناب جاوید حامد: ہماری عرض یہ ہے کہ
practically پاکستان کے اندر --- کیونکہ ہم ایک
diverse قوم ہیں اور ہمارے اندر diversity ہے۔ ہم
اس طرح کی impositions برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم
نے پہلے دیکھا کہ ہم نے بنگالیوں پر اردو
تھوپنے کی کوشش کی اور اس کا نتیجہ 1971میں
ہم نے دیکھا - آج ہم کیوں پھر انگلش اور
اردو میڈیم اور regional language medium پر
جا کر ایک اور تضاد اور ایک سانحہ کھڑا کرنا
چاہ رہے ہیں - میرا دوسرا point یہ ہے کہ ہمیں
جو بار بار اور بڑے افسوس کے ساتھ سننا پڑا
کہ یہاں پر ایک صاحب نے کہا کہ مدرسہ سسٹم جو
ہے وہ semi-literate مولوی produce کر رہا ہے -
ایک نے کہا کہ جی ، مجاہد کی زبان اور اور ملاں
کی زبان اور- جناب ، یہ وہ سسٹم ہے جو پندرہ
لاکھ افراد کو ---

Madam Deputy Speaker: Order in the House, please.

جناب جاوید احمد: یہ وہ سسٹم ہے جو پندرہ لاکھ افراد کو روٹی ، کپڑا اور مکان دے رہا ہے جو ہماری سب سے بڑی پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی نے ۱۹۷۱میں وعدہ کیا تھا۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Member, please address to the Speaker.

Mr. Javid Ahmad: Sorry, Madam Speaker.

ہماری جو basicنکتہ ہے ، وہ یہ ہے کہ بالکل ہمارے ایجوکیشن سسٹم میں improvementکی گنجائش ہے اور بجائے اس طرح کے بیانات دینے کے جو مدرس سسٹم کو ٹارگٹ کریں یا جو particular systemکو ٹارگٹ کریں، ہماری ایکcomprehensive policy presentکر رہے ہیں۔ ہم کچھ suggestions presentکر رہے ہیں جس کو regularly ignoreکیا جا رہا ہے ۔ repeatedly ignoreکیا جا رہا ہے۔

Now, again the suggestions that have already been presented

میں وہ repeatہیں کروں گا ۔ میں کچھ اور suggestionsدینا چاہوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم نے کچھ یونیورسٹیوں میں ایک ماڈل followکیا ہے۔ میں LUMSکی exampleدیتا ہوں جہاں پر ایک National outreach program establishedکیا گیا ہے جس میں آج سے پانچ چھ سال پہلے جب میں LUMSمیں گیا تھا تو آٹھ لوگوں کو

which was 2% of the total کیا گیا تھاadmit

class.آج اس پروگرام کے اندر2008کی

59 students were inducted which میںintake

is 13% of the intake over there. تو ہم اس

طرح کے پروگرام کیوں introduceہیں کر رہے ہیں

جہاں آپ کے پرائیویٹ ایجوکیشن سسٹم کے اندر

کچھ influenceکیا جائے ، اس کو

regulateکیا جائے اور آپ کے backward

sectorکو اس میں encourageکیا جائے۔

دوسرا pointیہ ہے کہ بجائے اس کے ہم اپنے

O-level systemکو targetکریں اور اسے ختم

کرنا چاہیں ، ہم اپنے public education

systemکو improveکریں۔ ہم teacher

trainingدیں ، ہم curriculumکو improveکریں۔

ہم ان چیزوں پر اپنا focusرکھیں بجائے اس کے

کہ ہم ان سیکٹرز کو جو already establishedہیں

جو working in already ہیں، ان کو

targetکرکے انہیں ختم کرنے کی کوشش کریں۔

ایک آخری چیز جس کی میں دوبارہ سے

clarificationمانگنا چاہوں ہوں کہ ہم نے بطور

گورنمنٹ کے اپنی recommendations دی دی ہیں،

اپنے pointsدے دئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ

کا فوکس یہاں پر curriculumپر ہے یا سسٹم پر

ہے۔ اگر سسٹم پر ہے تو یہ کس particular

systemکو targetکر رہے ہیں، کس particular

systemکو uniformکرنا چاہ رہے ہیں اور کیا یہ

نہیں سمجھتے کہ اس uniformityکے اندر بہت

سارے لوگ کو sidelineکر دیں گے۔ جیسے کہ ہم

نے 1971سے پہلے East Pakistanکو کیا تھا۔
شکریہ ۔ سپیکر صاحب۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب ثمیر بٹ صاحب۔

جناب ثمیر انور بٹ: جناب سپیکر، افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے لیکن with all due respectآج کی debateخاصی احمقانہ levelتک جا چکی ہے.this side of the Houseعجیب قسم کے points آ رہے ہیں بنگلہ دیش سے لے کر۔ ابھی تک میرے خیال میں شاید ان کو uniformityکا مطلب سمجھ نہیں آ پایا ۔ ہم لوگوں نے یہ کبھی بھی نہیں کہا کہ مدرسوں کو outrightایک دم سے ہٹا دیا جائے گا اور ایک نیا سسٹم کھڑا کردیا جائے گا۔ ہم لوگ یہاں پر جب uniform systemکی بات کرتے ہیں تو اس کی base curriculumہوتی ہے۔آپ اسے religious linesپر مہربانی کرکے exploitنہ کریں۔ سب سے پہلی بات یہاں پر آئی ہے کہ basic rightہے اس بندے کا وہ جس سکول میں چاہے اپنے بچوں کو بھیجے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھی basic rightہے کہ اسے سکول میں بھیجے یا نہ بھیجے یا میں اپنی basementکے اندر ایک سکول کھول لوں اور اس کے اندر اپنے بچوں کو بھیج دوں ۔ کیا حکومت اس کی اجارت دیتی ہے یا نہیں۔ حکومت کو اس ساری پالیسی کو straightکرنا پڑتا ہے۔

جناب محمد عثمان: جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Usman Sahib, let him speak first and then you can speak.

جناب ثمیر احمد بٹ: پہلے اس سائیڈ نے بولا کہ ہم لوگ یا گورنمنٹ O-levelکو system کرناdemolish چاہتی ہے اور پھر انہوں نے بولا کہ مدرسوں کو demolishکرنا چاہتے ہیں۔ پھر انہوں نے بولا کہ سب کو MBAبنا نا چاہتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی - ہم لوگوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ہم لوگ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک standard setہونا چاہیےجس کو meetکیا جائے۔ اب آپ جو ان تینوں، چاروں سسٹم میں جو اچھا سسٹم ہے، آہستہ آہستہ اس کو سب کے لیول پر لے کر آئیں۔ کسی بھی چیز کو ختم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑی تھوڑی میانہ روی اختیار کریں۔ سارے سسٹم کو ایک لائن پر لانے کی ضرورت ہے۔ کسی کو ختم کرنے کی یا کسی کوintroduceکرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ابھی مدرسہ کے اوپر ایک پوائنٹ آیا تھا کہ جو مدرسے ہیں ان کے درمیان بھی مختلف sectsہیں اور سب کو جاننے کا اپنا اپنا حق ہونا چاہیے۔ کیا اس پالیسی کا پاکستان کوفائدہ ہوا ہے؟ آپ logicallyسوچیں کہ ابھی جو violence کا لیول ہے ، اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر جو الگ مدرسہ ہے اپنا سسٹم ہے ، اپنی مرضی سے پڑھاتے ہیں۔ ایک دوسرے کےخلاف بڑھکاتے بھی ہیں۔ تو یہ سب چیزیں صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر uniformityہو، اگر

standardپالیسی ہوگی تو یہ سارا مسئلہ ہوگا ہی نہیں۔ پھر سب کو ایک ہی بات سمجھائی جائے گی اور اسی طرح religious lineپرexploitہیں کرنا۔میں oppositionسےrequestکروں گا کہ pleaseآپ اس کو religious baseپر نہ لے جائیں اسے discussion base curriculum رہنے دیں۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ ایک set standard of education ہو۔ In the endمیں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ ایک مدرسہ سے NWFPکے یا بلوچستان کے اٹھا کر ایک بچے کو بٹھائیں اور بیکن ہاوس اور سٹی سکول کے بچے کو بٹھائیں تو کیا ان دونوں کے پاس زندگی میںsame opportunities ہیں یا نہیں ہیں۔ ہم ، گورنمنٹ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں وہ same opportunities ہیں مل رہی ہیں تو اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ جو different levelsہیں، ان کو same uniform streamکے اندر لایا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل کیا جائے اور میرے خیال یہ ایک بہت valid resolutionہے۔ اس کو positivelyدیکھا جائے ، مہربانی کرکےاسے exploitنہ کیا جائے۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: No Point of clarifications.

جناب ثمیر احمد بٹ: محترمہ ، بار بار curriculumکا ذکر ہو رہا ہے اور اس کے word systemہوا ہے۔ kindly,اسے clarify use کروائیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: This is a point of clarification, Mr. Nishat Kazmi Sahib. This is not a point of order, please.

Mr. Mohammad Essam Rehmani: Madam Point of Order. Madam, we are here representing a huge crown. We are representing Pakistan.

ہم اس چیز کو یہاں پر settleکرکے جائیں گے اور ہم لوگوں نے اسے بڑے طریقے سے settleکرنا ہے۔ آپ ایک کام کریں - سب سے پہلے آپ ایجوکیشن منسٹر سے کہیں کہ ذرا وہ اپنا point of viewپیش کر دیں - اس کے بعد everybody will stop from my half. I will give ours views on it. کہ ہم لوگ کیا کہہ رہے ہیں - ہمارا مطلب کہنے کا کیا ہے کیونکہ ہم لوگ نہ انہیں سجھ پا رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی آپ سے درخواست کی تھا کہ please, allow the treasury bench to speak first.

Madam Deputy Speaker: Essam Sahib, the Education Minister will wind it up. Those four people who have put the resolution in front of the House, are supposed to explain what they mean by it.

Mr. Muhammad Essam Rehmani: At least protect the party point of view, if you allow me to, right now over here.

Madam Deputy Speaker: Do you want to speak

Mr. Muhammad Essam Rehmani: Yes.

Madam Deputy Speaker: Okay. You can.

جناب محمد اسام رحمانی: دیکھیں، پہلی بات یہ ہے کہ ایک دوسرے کو طنز کرکے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ صحیح ہے ہم لوگ we are representing people and we are also representing the Pakistan that do study in the Maddrasah. سب سے پہلے اپنے ذہنوں میں ایک بات clearکریں کہ ایجوکیشن اور ناлج میں بہت فرق ہے۔ In the life, you will be able to beat a person who is more beautiful than you are. You will be able to beat a person who is more educated than you are but you will never be able to beat a person who is more knowledgeable than you are آپ بالکل یہ نہیں کہہ سکتے کہ مدرسہ اگر educateنہیں کرے تو آپ کو knowledge instilنہیں کر رہے ہیں۔ یہ مدرسہ اور ہر جگہ میں ناлج بھی ہو رہی ہے ۔ آپ uniformityکی بات کرتے ہیں تو uniformity کی definition میں بہت اچھے ہیں۔ uniformityکی definitionمیں بتاتا ہوں۔ جو uniformityکی جو definitionہوتی ہے it means the same every where. So, when you talk about same, it is very vague and very huge word.صحیح ہے، ان لوگوں نے یہ clarifyنہیں کیا ہے۔ یہ دو

یہ sentenceہمیں- انگلش میں نہیں آتی ہے۔ یہ آپ نے جو دو sentenceدئیے ہیں ، آپ انہیں اردو میں سمجھا دیں یہ کیا uniformityہے۔ کیا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھا دیتے تو ہم لوگ اپنا point of view clearکر دیتے ہیں۔ صحیح ہے ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

یہ سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ ہم لوگوں اسے لے کر جائیں گے۔ہم لوگوں نے اسے protectکرنا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو protectکرنا ہے جو اتنے سارے طلبا ہیں جو مدرسوں میں ہیں اور O-level, A level
میں بھی ہیں۔ آپ بتائیں کہ uniformityکیا ہے۔ آپ کس کو کہہ رہے ہیں۔

مجھے آج with all due respectدوسری بات اس disappointmentہوئی اور disappointmentبڑی بات کی ہوئی کہ ہمارے پاس اتنے senior guest speakers آئے تھے، پروفیسر لیئق احمد خان صاحب who is 76 years old. اگر میں ہر سال ان کا experience count کرتا ہوں تو he hasایک نیا seventy six experiences. We are no comparison to him. When he says that this is a ridiculous statement, then I think this statement from the other party has to be clarified. میں نے پہلے بھی بولا- میں نے بار بار معزز سپیکر آپ سے درخواست کی کہ please, let have the treasury bench to

explain these two sentences. We do not understand the uniformity.

Madam Deputy Speaker: Thank Essam Sahib. Do the treasury benches or relevant Minister, Mr. Zamir Malik wants to clarify?

(Desk thumping)

جناب ضمیر احمد ملک: شکریہ - سپیکر صاحبہ- سب سے پہلے تو سالار کافلہ کو میں کہوں گا -

(قہقہے)

یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے - آپ نے ایک قوم کو crowdکہ دیا ہے- ہم ایک قوم ہیں- آپ اس پر اٹھ کر معافی مانگیں-

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب محمد اسام رحمانی: میں اس پر معافی مانگتا ہوں-

جناب ضمیر احمد ملک: مجھ سے نہیں بلکہ اس قوم سے مانگیں-

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب محمد اسام رحمانی: اس قوم میں سے صرف آپ offendہوئے تھے - تو میں ان سے معافی مانگتا ہوں-

جناب ضمیر احمد ملک: اب مجھے wind upکرنا ہے یا ان کے جواب دینے ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو clarificationدے دیں-

جناب ضمیر احمد ملک: مجھ سے زیادہ سے پڑھے لکھے ہیں۔

(قہقہے)

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: Please, have a seat.

جناب شیر افگن ملک : میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ I just want to say one line.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شیر افگن صاحب، مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

Mr. Sher Afghan Malik: I just want to say one line.

Madam Deputy Speaker: I want you to be seated. Please, let the honourable Minister speak first.

Mr. Sher Afghan Malik: This is unfair.

جناب ضمیر احمد ملک: جناب سپیکر، بہت افسوس ہے کہ انہیں uniformکی سمجھ نہیں آ رہی ہے ۔ اب uniformکیا ہے ؟ uniformایک equalityہے چاہے کوئی مشیر کا بچہ ، وزیر کا بچہ ہے اس نصاب تعلیم کو پڑھے۔ یہ uniform system of educationہم کیوں چاہتے ہیں ؟ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ بھائی کوئی شیعہ یا سنی ہے۔ وہ جا کر پڑھے ۔ ہم اس قائد اعظم محمد جناح کے ماننے والے ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ پاکستان میں سب قومیں مساوی حقوق کے ساتھ رہیں گی۔ ہم کہتے

ہیں کہ آپ اپنے عقیدے کی بات کریں۔ ہم تو تعلیم کی بات کر رہے ہیں۔ آپ درمیان میں عقیدوں کو لے کر کیوں آ رہے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

میں یہاں ایک بات کرنا چاہوں کہ بھائی خدا کا واسطہ ہے کہ ہم یہاں کچھ سیکھنے آئے ہو، تنقید برائے تنقید مت کریں۔ uniform کی آپ کو بھی سمجھ ہے اور ہمیں بھی سمجھ ہے۔ بجائے اس کے کہ مسائل کے حل کی بات کی جائے یہ ایک تنقید ہو رہی ہے - اب کس کو پتا نہیں ہے کہ uniformکیا چیز ہوتی ہے۔ ساری زندگی انہوں نے بیکن ہاوس ، گرائمر اور اچھے سکولوں میں گزاری ہے۔ وہاں انہوں نے uniformپہنا ہے۔ انہیں پتا ہے۔

(ڈیسک بجائے)

ان کو پتا نہیں ہے کہ uniformکیا ہے۔ یہاں پر ایک صاحب آئے اور اسام صاحب نے ان کی مثال دے دی۔ جناب سپیکر میں آپ کی توجہ چاہوں گا انہوں نے مثال دے دی کہ انہوں کہا ہے میرا ۷۶سالہ experienceہے تو میں کہتا ہوں کہ (****)

(The Words (****) were expunged by the order of Madam Deputy Speaker)

جناب ضمیر احمد ملک۔ معذرت، مگر جناب سپیکر صاحبہ! کسی شخص کے experienceکو آپ قوم کے اوپر مسلط نہیں کر سکتے، بھئی ایک شخص کا اگر چھہتر سالہ تجربہ ہے اور وہ جو کہہ رہا ہے یہاں قوم کا مسئلہ ہے۔ اگر میں یہ چاہوں گا کہ

میں اپنی باقاعدہ تقریر کر لوں اور اس کے بعد تنقید برائے تنقید لوگ کریں گے تو مجھے اگر آخر میں موقعہ دے دیں تو میں ان کو سب کچھ دس منٹ میں سمجھا دیتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ تنقید برائے تنقید کر رہے ہیں تو خدا کا واسطہ ہے اگر بولو تو -----

میڈم ڈپٹی چیئرمین۔ ضمیر صاحب I ask you to speak, so that آپ ان کو clarify کر سکیں۔

جناب ضمیر احمد ملک۔ آپ مجھے clarification بتائیں۔ ساری زندگی ہم یونیفارم پہنتے ہیں۔ ایک آرمی والا یونیفارم پہنتا ہے، ہمیں پتا ہی نہیں ہے۔ یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے۔ ہم ساری زندگی یونیفارم پہنتے ہیں کیوں پہنتے ہیں۔ equalityکے لیےپہنتا ہیں۔ مذہب کہتا ہے equality ہو۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر۔ پلیز حسام صاحب let the Minister complete his speech

جناب ضمیر احمد ملک۔ ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز یہ ہے uniformityہم اس چیز کی بات کر رہے ہیں ہم کسی امیر و غریب کی بات ہی نہیں کر رہے۔ امیر اس کو اللہ نے بنایا ہے، غریب اس کو اللہ نے بنایا ہے ہم equalityکی بات کر رہے ہیں۔ اس کو اتنا بنایا گیا ہے uniform, uniformایک equalityکی بات کر رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر- شکریہ- عمیر فرخ راجہ-

جناب عمیر فرخ راجہ- بسم اللہ الرحمن الرحیم- شکریہ جناب میڈم سپیکر ! میں سب سے پہلے آپ کی توجہ اسطرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک میں تین بنیادی سسٹم رائج ہیں جس میں سے سب سے جدید ترین ایجوکیشن سسٹم ہے British systemہے اور totally up dated system ہے اور جو دوسرا سسٹم ہے وہ ہمارا پاکستانی سسٹم ہے جو انگریزی اور اردو میڈیم کے اندر پڑھایا جاتا ہے اور تیسرا ہمارے مدارس ہیں- ہم نے وزیر صاحب سے گزارش کی تھی کہ وہ کم از کم یہ clarifyکر دیں-

Madam Deputy Speaker: Order in the house. Please listen to the honourable members.

جناب عمیر فرخ راجہ- یہ کم ازکم clarifyکر دیں کہ تینوں اتنے diverseقسم کے سسٹم ہیں- ایک طرف برٹش سسٹم ہے اور ایک طرف مدرسہ ہے ان دونوں کے curriculumکے میں زمین آسمان کا فرق ہے اگر یہ ایک uniform systemبنانا چاہتے ہیں تو کم از کم ہمیں یہ پانچ چھ key pointsبتا دیں گے کہ کس طریقے سے ان تینوں کو یکجا کریں گے- ہم نے صرف ان سے اس uniform systemکے key notesکے بارے میں پوچھا تھا اور یہ یونیفارم اوڑھنے اور

پہننے کا سکھا رہے ہیں۔ ایک چھہتر سالہ قابل احترام شخصیت جو ان کے دادا کی عمر کی ہے اس کو اپنے (****) سے تشبیح دے رہے ہیں۔

Madam Deputy Chairman: That remark is already been expunged and it should not be further discussed in the parliament.

جناب عمیر فرخ راجہ۔ Right Madam میں آپ سے faith-base education کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ ہماری پارٹی as a whole and I as individual, faith-based education کے حق میں ہے اس کو سپورٹ کرتے ہیں اس لیے support کرتے کیونکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک بچے کا کریکٹر building ہوتی ہے character building بھی بہت اہم ہے۔ یہ اس کی تربیت ہوتی ہے۔ تربیت ہوتی ہے اس کی faith base study ہو یہ faith base study اس وقت مدرسوں کے علاوہ اور کہیں بھی موثر انداز میں نہیں دی جا رہی۔

دوسری بات آپ سے یہ کروں گا کہ ہماری گورنمنٹ کے جو دوست ہیں، یہ اگر سسٹم تبدیل کرنے کی بات کرتے ہیں - ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ وہ قسم کھا لیتا ہے کہ میں نے سسٹم تبدیل کرنا ہے اور میں نے انتقام لینا ہے۔ میں نے سسٹم تبدیل کرنا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں نے موجودہ سسٹم میں جو خامیاں ہیں دور کرنی ہے اور اسی کو بہتر کرنا ہے۔ آپ کے پاس اس وقت بھی بہت اچھی foundation ہے۔ آپ کے پاس برٹش سسٹم ہے۔ آپ اس سسٹم کو بجائے اس کے کہ نیچے لے کر آئیں آپ پبلک سیکٹر کے اندر جو

Englishاور اردو میڈیم ہے، آپ اس کو اوپر لے جائیں۔ آپ یہ بات نہ کریں - آپ کوئی نیا سسٹم یونیفارم کرنا چاہتے۔ آپ یہ بات کریں کہ آپ quality system provideکرنا چاہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ نے ہر ایک کو ایجوکیشن فراہم کرنی ہے ، سستی ایجوکیشن فراہم کرنی ہے تو میرے بھائی کسی کا سب سے قیمتی اثاثہ ان کی اولاد ہوتی ہے۔ اور ہر والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد ان سے بڑھ کر پڑھے۔ کوئی بھی والدین اپنے اولاد کو ایسے ہی نہیں پڑھاتے۔ اس پر تیس ، چالیس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں صرف ایک O-Level examدینے پر۔ اگر کوئی والدین اپنا پیٹ کاٹ کر یہ فیس بھر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی alternativeنہیں ہے۔ گورنمنٹ کے تحت جو سکولز ہیں ، آپ ان کا standardاتنا upکر دیں اور ان کی فیس اتنی کر دیں کہ لوگ A-Levelکی طرف نہ جائیں۔ آپ uniform education systemکی بات کرتے ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو برٹش سسٹم ہے جو لندن یونیورسٹی کے تحت کام کرتا ہے، آپ کے پاس اتنی jurisdictionہے کہ آپ ان کے لیول کو نیچے لے کر آ سکتے ہیں یا ان کے نصاب میں اپنی طرف سے additionکر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے بات کرنی ہے ایجوکیشن کو بڑھانے کی تو میں آپ کے سامنے یہ تھوڑے سے statisticsپیش کرتا ہوں۔ اس وقت پاکستان میں جو سکول موجود ہیں ان میں سے 33%کی boundary wallsنہیں ہیں۔

29%میں پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے۔ 50%میں بجلی نہیں ہے۔6%میں سکولوں کی سرے سے بلڈنگ ہی نہیں ہے۔ آپ نے اگر بات کرنی ہےلوگوں کو quality of educationفراہم کرنے کی تو جو existing structureہے آپ اس کو بہتر کریں۔ آپ نے اگر مسائل کو addressکرنا ہے تو بجائے اس کے آپ diverse systemکو abolishکرکے کے uniform systemلائیں۔ آپ بات کریں inadequate fundingکی۔ آپ شعور کی بات کریں۔ آپ بات کریںawareness of educationکی۔ آپ بات کریں facilitiesکی۔ آپ facilities provideکریں، resources provideکریں۔ ٹیچر کو incentivesدیں۔ ان کو stipendدیں۔ ان کو سکالرشپ دیں۔ اگر آپ نے ایجوکیشن ہر ایک کے لیے فری کرنی ہے تو آپ فری ایجوکیشن کا لائحہ عمل لے کر آئیں۔ آپ لوگوں کو incentivesدیں کہ وہ اپنے بچوں کو سکولوں میں داخل کروائیں۔ آپ دیہاتی علاقوں کو ٹارگٹ کریں۔ آپ ٹیچرز کی تنخواہیں بڑھائیں تاکہ میں جذبہ پیدا ہو کہ وہ اپنی آرام سے ڈیوٹی ادا کر سکیں اور اس کے علاوہ آپ drop out ratioپر توجہ دیں آپ سکولوں میں داخل نمبروں پر توجہ دیں۔ proper checks and balanceکی طرف توجہ دیں۔ آپ بجائے اس کے کہ جو ایک واحد برٹش سسٹم پاکستان میں ہے جو ایک کوالٹی ایجوکیشن کا ذریعہ ہے - اگر آپ اس کو abolishکرکے اس کا standardنیچے لے آتے ہیں تو میرے خیال میں یہ ایجوکیشن کی بہتر نہیں ہے بلکہ اس کی تباہی ہے۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

(مداخلت)

ایک معزز رکن: میڈم پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

ایک معزز رکن: میڈیم سپیکر، یہاں پر کچھ importantباتیں clarifyکرنے والی ہیں تاکہ ہاوس کے اندر کچھ باتوں کو کلیئر کیا جا سکے۔ پہلی بات یہ کہ یہ Resolution and this Calling Attention

Noticeنہیں ہے۔ یہ موشن ہے۔ اور یہ موشن ہاوس میں اس لیے لائی گئی تھی کہ دونوں سائیڈز اپنی تجاویز دیں۔ ان تجویز کو نوٹ کیا جائے کہ اگر ہم کچھ کام کرنا چاہتے ہیں ۔چلو یہ کسی بھی سمت میں ہو، چاہے وہ uniformityکی طرف ہو یا جیسے یہ کہہ uniformityنہ ہو لیکن کسی بھی سمت میں اس کی تجاویز دیں لیکن میڈم سپیکر، بحث کا آغاز یوں ہوا کہ ابھی پہلی تقریر ہی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ یہاں پر یہ الزام لگنا شروع ہو گیا کہ یہ abolishکرناچاہتے ہیں۔ کسی بھی سپیکر نے نہ ہی abolishکرنے کی بات کی ہے بلکہ اس موشن کے اوپر practical suggestionsمانگی ہیں تاکہ ہم جو بھی بل اس پارلیمنٹ میں لے کر آئیں اس میں گرین پارٹی کو تجاویز کو شامل کیا جا سکے بالکلumptionکرنا کہ ہم کسی بھی سسٹم کو ختم کررہے ہیں ، وہ نہ صرف غیر مناسب ہے بلکہ پارلیمنٹ کی روح کے منافی ہے۔ میڈم سپیکر ، یہاں پر ایک بات کو کلیئر کرنے کی ضرورت ہے کہ جب ہماری پارٹی uniformityکی بات کرتی ہے

تو ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ labusایسا ہو کہ چاہے فاٹا میں پڑھنے والا بچہ ہو، وہ بھی وہی پڑھے اور لاہور میں پڑھنے والا بچہ بھی اسی چیز کو پڑھے- یہاں پر اگر میں گرین پارٹی کے سامنے کچھ سوالات رکھوں تو وہ یہ ہوں گے کہ کیا A-Levelکرنے والا جو ایچیسن کالج سے نکل رہا ہے ، وہ فاٹا میں مدرسے سے پڑھنے والے بچے سے اسی طرح بات کر سکتا ہے جس طرح وہ اپنے Colleagues سے بات کرتا ہے- کبھی بھی نہیں ہے کیونکہ ایک social and generation gape existکرتا ہے ان لوگوں کے درمیان - میڈم سپیکر، یہاں پر ہم کبھی بھی یہ بات نہیں کریں گے کہ treasury benchesاپنی رائے کو imposeکریں- ہم چاہتے ہیں کہ آپ suggestionsدیں تاکہ ان suggestionsکو ہم جو بل پارلیمنٹ میں لے کر آ رہے ہیں، ان میں شامل کیا جا سکے- یہ کسی بھی assumptionکو نہ لیں بلکہ اپنی suggestionsدیں تاکہ ہم اسے بل میں شامل کر سکیں اور conceptive debateہو سکے- شکریہ- میڈم سپیکر-

جناب شیر افگن خان: میڈیم سپیکر- On point of clarification, please.

جناب احمد علی بابر: جناب والا- point of order.

جناب میڈم ڈپٹی سپیکر: احمد علی بابر صاحب- when ever you want to speak, you should seak my permission first.

Mr. Mohammad Issam Rehman: Madam Speaker to proceed further debate on the motion, I would ask, if we could change the wording of this motion and make it to such that this house should discuss the need of implimenting equal opportunities of education against the prevailing system.

Madam Deputy Speaker: Rehmani Sahib, the motion is for discussion, it can not be amended.

Mr. Mohammad Issam Rehman: But to further discuss on it. O.K.

Mr. Zamir: On Point of Order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں- جی-

جناب ضمیر احمد ملک: اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس پر تھوڑی بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ شاید بات ان کی سمجھ میں آ جائے-

Madam Deputy Speaker: You want to clarify.

جناب ضمیر احمد ملک: میں سب معاملے پر تقریباً clarifyہی کرنا چاہوں گا -

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب- آپ بولیئے-

جناب ضمیر احمد ملک: سب سے پہلے میں معافی چاہوں گا کیونکہ میں نے کسی کو کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی تھی - ایک شخص کے experienceپر بات کی تھی- اس کے بعد میں کہوں گا کہ

رابطہ لاکھ سہی سالار قافلہ کے ساتھ

ہم کو چلنا ہے وقت کی رفتار کے ساتھ

اور میں اس ایوان کو ایک خاص طرف لے کر جانا چاہوں گا کہ ہمارے جدون بھائی کا دیوان مارکیٹ میں آ چکا ہے۔ ماڑی پور سے لنڈی کوتل ، کشمیر سے خیبر دستیاب ہے۔ آپ لے لیں۔ جناب والا ، یہاں کمیونسٹ ایجنڈے کی بات ہوئی۔

Madam Deputy Speaker: Zamir Sahib, you should not pass comments on your fellow member.

Mr. Zamir Ahmad: Sorry Madam.

یہاں کمیونسٹ ایجنڈے کی بات ہوئی - ہم نے کون سے کمیونسٹ ایجنڈے کی بات ہے - ہم تو غریب کی بات کررہے ہیں۔ ہم تو امیروں کی بات بھی نہیں کررہے ہیں۔ ہم بات کرتے ہیں وزیروں کی ، زرداروں کی ، نوابوں کی ، غداروں کی ، صدیوں کے بیماروں کی، چوروں کی، مکاروں کی ، جن کی اولادیں یہاں تعلیم لیتی ہیں اور پھر تعلیم لے کر باہر چلے جاتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ ایک بچے جس کے پاس opportunityنہیں ہے کہ وہ اچھی تعلیم لے سکے، وہ کل ہاں سے سکالرشپ لے گا۔ اس کے بعد مجھے یہ بتائیں - یہاں مدرسہ سسٹم کی بات ہوئی - ہم نے کب کہا ہے کہ ہم کسی شیعہ کو سنی بنائیں گے یا کسی سنی کو شیعہ بنائیں گے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ان کے استاد ان کو فزکس نہیں پڑھا رہے ہیں۔ ان کے Mathنہیں پڑھا رہے ہیں - ہم ان کو یہ جدید تعلیم دیں گے۔ ہم ان کو جدید تعلیمی دینے کی بات کرتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا، یہاں میرے ایک مہمان نے کہا کہ اگر یہ کوئی کہے گا کہ ہم تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ ہم uniform education systemلانا چاہتے ہیں۔ تو وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ شخص خود ایک بیوروکریٹ تھے۔ ان کے اپنے بچے بیکن ہاوس میں پڑھتے ہوں گے۔ ان کے اپنے بچے اچھے سکولوں میں پڑھتے ہوں گے۔ اور یہاں پر یہ بات کہہ کر جاتے کہ یہ سسٹم ایسا ہونا چاہیے تو میں جانتا ہوں کہ کل ان کے لئے problemہوتی کیونکہ وہ بیوروکریٹ ہیں۔ ہم بیوروکریسی کی بات نہیں کرتے۔

سپیکر صاحبہ، میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ Mughal historyکی طرف آپ کو لے کر جانا چاہوں گا۔ جب Magna Cartaاور French Revolutionہو رہی تھی تو ---

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب، جو آدمی پارلیمنٹ میںpresentنہیں ہے، آپ اس کے بارے میں discussنہیں کر سکتے۔ I am constantely saying it again and again that do not pass any persanl remark at any one.

جناب ضمیر احمد ملک: میں ایک بار پھر معذرت چاہوں گا۔ جناب ہمارے مسلمانوں کے حکمران ، -- یہاں اسلام کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ جب Magna Carta اور French Revolutionہو رہی تھی تو یہ ہمارے مغل حکمران کو ئ اپنی مسجد بنا رہا تھا ، کوئی مندر بنا رہا تھا - کسی کو عشق ہو گیا تھا۔ کوئی مقبرہ فردوسی بنا رہا تھا۔ انہوں نے کیوں نہ سوچا کہ

ہم تعلیم دیں۔ ہمارے حکمرانوں نے تعلیم پر کیا کام کیا۔ کسی نے مقبرہ بنایا۔ کسی نے محل بنایا۔ کسی نے مسجد بنائی۔ ہم بات کرتے ہیں کہ آو، اس قوم کی ریسرچ کی طرف لے کر جاو۔ آو ، اس قوم کو ریسرچ کی طرف لے کر جاو۔ جناب والا - میں یہاں ایک بات کہوں گا کہ امام خمینی سے جب شاہ نے کہا کہ جناب امام خمینی کہاں ہے تماری فوج؟ بولے یہ ماوں کی گود میں ہے۔ کچھ مدرسوں میں ہے اور کچھ تعلیمی اداروں میں ہے اور وہی ہوا اور وہی نوجوان بعد میں انقلاب لے کر آئے۔ ہم ان نوجوانوں کی بات کر رہے ہیں ، آج ان کو اچھی تعلیم دو۔ ان کو equalityکی تعلیم دو۔ جہاں وزیر کا بیٹا بھی پڑھے، مشیر کا بیٹا بھی پڑھے۔ ہاں ، اگر کسی نے نہیں پڑھنا تو جائے ، O-Levelکرے، A-Levelہم اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ لیکن مجھے غرض ہے ۔

Madam Deputy Speaker: Order in the House. Please listen to this Minister.

جناب ضمیر احمد: بات یہ ہے کہ اس ملک کا موچی جب سارا دن مزدوری کرتا ہے ، شام کو جب وہ گھر جاتا ہے اور اگر تین روپے کی چائے کی پتی خریدتا ہے تو ڈیڑھ روپے ٹیکس دیتا ہے۔ وہ ہاری جو ایک کلو آٹا خریدتا ہے، پچیس روپے کا تو چار روپے ٹیکس دیتاہے لیکن یہ لوگ ، میں امیر کی بات نہیں کر رہا ، میں ان غداروں ، ان نوابوں، ان مشیروں ، ان وزیروں کی بات کر رہا ہوں کہ جن کے بچوں کو سب سہولتیں حاصل ہیں۔ یہ نہ ٹیکس دیتے ہیں اور اپنے دس دس ،

بارہ بارہ ایکڑ کے بنگلوں میں رہتے ہیں لیکن غریب جس کے خون پسینے کی کمائی جس سے پاکستان بن رہا ہے ، اس کے بچے کو تعلیم کیوں نہیں مل رہی ہے؟ ہم تو یہ بات کر رہے ہیں۔

میڈیم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب Please, follow Rule No. 59, sub rule 6, speak relevant to the topic.

Mr. Zamir Ahmad Malik: I think, it is relevant.

اگر آپ دیکھیں - میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ میں جب ٹیکس دیتا ہوں تو مجھے تعلیم کیوں نہیں مل رہی ہے۔ میں تو ٹیکس دیتا ہوں۔ میں روٹی کھاوں تو ٹیکس دیتا ہوں۔ یا تو مجھے بولیں کہ غریب روٹی کھانا چھوڑ دیں۔ میں کہوں گےکہ میں ٹیکس بھی نہیں دوں گا۔ جب میں ٹیکس دیتا ہوں تو مجھے تعلیم دی جائے۔ گورنمنٹ کا مقصد کیا ہے؟ گورنمنٹ کا مقصد ہے کہ health and educationدینا - عوام کو گورنمنٹ سے اور کوئ مقصد نہیں ہے۔ ہمیں یہ بلڈنگ نہیں چاہیں۔ یہ ہوٹل - ہمیں تو health and educationچاہیے۔

جناب والا، بات یہ ہے اور میں بڑے آسان لفظوں میں بات کہوں گا کہ جب jobsکی بات آتی ہے تو A-Level and O-Levelوالوں کے پاس اچھی ڈگریاں ہوتی ہیں۔ مجھ جیسا غریب جو پیلے کپڑے والے سکول میں پڑھا ہو۔۔ میرے پاس تو جب میں یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے لیے گیا تو مجھے کہا گیا کہ بھائی ، تم میرٹ پر نہیں آتے۔

میں نے بولا کیوں نہیں میرٹ پر آتا- انہوں نے کہا کہ تمہاری percentageکم ہے- یہ percentageکیوں کم ہے؟ یہ اس لیے کم ہے کیونکہ میرے باپ کے پاس پیسہ نہیں تھا کہ وہ مجھے کسی اچھے سکول میں پڑھائے - ہم یہ کہتے ہیں کہ پھر کبھی باپ کو یہ دکھ نہ ہو کہ میرا بیٹا کسی اچھے سکول میں نہ پڑھ سکے- تمام والدین کو یہ فخر ہو کہ آج وزیر کا بیٹا بھی ہمارے بچے کے ساتھ پڑھ رہا ہے - ہم یہ بات کر رہے ہیں - اگر یہ کسی کو غلط لگتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ انہی مشیروں، انہی غداروں اور انہی چوروں کا حصہ ہے- ہم یہ بات کرتے رہیں گے- ہم سر کٹوا سکتے ہیں لیکن یہ بات رہے گی- جناب والا، یہاں ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا تھا کہ یہاں غربت کی وجہ سے مواقع نہیں ملتے- ہم نے اسے ختم کرنا ہے- اس کے بعد بنگال کی بات آئی- بنگال کی Geo-strategic locationکو دیکھیں- ہم اردو کے بارے میں کسی لسانی تنظیم کی بات نہیں کر رہے ہیں یا لسانیت کی بات نہیں کر رہےہیں- بنگال میں اردو کا مسئلہ تھا- ہم تو تعلیم کی بات کر رہے ہیں- یہاں میرے بھائیوں نے بولا، بنگال، بنگال ، بنگال-- ہم تعلیم کی بات کر رہے ہیں- ہم کسی regional languageکی بات نہیں کر رہے ہیں- ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ تعلیم کو ایسا کر دو جہاں غریب کو تعلیم میسر آ سکے اور اچھی تعلیم میسر آ سکے - کیوں؟ جب اچھی تعلیم میسر آئے گی تو پھر آگے جائے گا- اس کے بعد میں نے میرٹ اور ٹیسٹ کی بات کی- غریب کا بچہ نہ

میرٹ پر آتا ہے اور نہ ٹیسٹ پر آ سکتا ہے کیونکہ اس کی schoolingاچھی نہیں ہوئی ہوتی۔ اسی طرح ہم یہ بات کرتے ہیں کہ جب ایک system of educationہوگا جس میں سب آ جائیں گے اور یہ ایسا سسٹم ہوگا جس میں character building ہو۔

جناب والا۔ میں اپنی بات کو wind upکروں گا یہ کہہ کر ہم نے کسی مکتبہ فکر کو ختم نہیں کرنا ہے - نہ ہماری یہ مجال ہے کہ ہم کوئی British system of educationکو ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم صرف اور صرف اپنا ایجوکیشن سسٹم اچھا کرنا چاہ رہے ہیں اور وہ تب اچھا ہوگا جب تمام لوگ ایک جگہ بیٹھ کر پڑھیں گے۔ دیکھیں۔ بات یہ ہے کہ جب میرے سامنے دو بندے انگلش بول رہے ہوتے ہیں تو وہ سائیڈ پر چلے جاتے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ یار ان کی انگریزی تو اچھی ہے - میری نہیں ہے کیونکہ یہ ایک class systemہے۔ اس class systemکو ہمیں ختم کرنا ہے۔ ہم تو کلاس سسٹم کو ختم کرنے کی با ت کر رہے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Equality of oppotunityکی بات کر رہے ہیں جہاں آئیں اور تعلیم حاصل کر یں۔ ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اپوزیشن کو اس پر کیا اعتراض ہے۔ آپ آئیں کیونکہ ہم ہاری کے بیٹے کی بات کررہے ہیں۔ ہم غریب کے بیٹے کی بات کر رہے ہیں۔ ہم مزدور کے بیٹے کی بات کر رہے ہیں۔ ہم سول سوسائٹی کی بات کر رہے ہیں۔ ہم سول

سوسائٹی کی بات کر رہے ہیں تاکہ سول سوسائٹی کے جو غریب طبقات ہیں ان کو تعلیم مل سکے۔ ہم کوئی سیاسی یا اپنے لیے کوئی چیز نہیں مانگ رہے ہیں۔ ہم غریب کے بچے کی بات کر رہے ہیں۔ ان کو اچھی تعلیم دو کیونکہ تعلیم کی ضرورت ہے ۔ بس ، میں آخر میں اپوزیشن کو اتنا کہوں گا کہ یہ موشن جو پیش ہوئی ہے ، ہم انشاالله تعالی اگلے سیشن میں جو جو آپ کے خدشات ہیں، ان کو دور کرنے کے لیے ایک اچھی پالیسی لے کر آئیں گے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ نے uniform system of educationکو اس طرح opposeکیا ۔ ہمارا مقصد نہ امیری اور نہ غریبی تھا۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ چند لوگوں کو تمام سہولتیں حاصل ہیں۔ وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں لیکن ہمیں کوئی سہولت حاصل نہیں ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں opportunitiesدیں تاکہ ہر بچہ جاکر پڑھ سکے۔ شکریہ۔

An honourable Member: Madam, I may allow to raise a point of order.

Madam Deputy Speaker: Please, sit down. We are short of time. Each speaker from the parties would only get two minutes to speak now. Mr. Sher Afghan.

جناب شیر افگن ملک: شکریہ - میڈم سپیکر۔ میری صرف یہ خواہش تھی کہ بجائے اس کے کہ ہمارے جو commentsتھے ، ان کو احمقانہ کہتے اور ایک غریب آدمی کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلاتے۔ یہ مہربانی کرکے اپنی ریزولیوشن پڑھ

لیتے یا اس کی wordingپر کام کر لیتے- میں اس کی wordingسناتا ہوں-

" This House shall discuss the need of implementing a uniform….

چلیں، اس وقت uniformکو بھول جائیں-

System as against the existing parallel education system.

اب againstکا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ اس کو ختم کریں گے اور اس کو implementکرنے کی کوشش کریں گے-

(ڈیسک بجائے گئے)

اب آپ clarificationمیں کچھ اور کہہ رہے ہیں-

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر: انہیں بات کرنے دیں- آپ تشریف رکھیں-

جناب شیر افگن ملک: جب آپ uniform education systemکی بات کررہے ہیں- آپ سیکنڈری یا پرائمری لیول کی بات کریں چاہے higher educationکی بات کریں- اگر آپ پرائمری یا سیکنڈری ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں تو اس کے بعد higher educationانگریزی میں ہے - پھر آپ اس کو implementکس طرح کریں گے- کیا modalityہوگی؟

اس کے علاوہ یہاں دو تین بھائیوں نے گورنمنٹ پارٹی سے بات کی ہے کہ یہ ، یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جی ، آپ مذہبی تعلیم لیں- ہم تو یہ uniformityلانا چاہ رہے ہیں کہ science

subjectsجو ہیں، وہ برابری کی بنیاد پر پڑھیں جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسلامیات کو سلیبس سے نکالنا چاہ رہے ہیں؟ کیونکہ جو interpretation ان کی ہیں،difference sects ہے۔different اس کے علاوہ یہاں United States کیand Idian دی گئی۔example اگر آپ انKindly کا ایجوکیشن سسٹم کا over viewدیکھ لیتے تو آپ یہ بات نہ کرتے ۔ United Stateمیں even کےeducation میںfifty different states standard ہیں۔different standards اس لئے وہاں ہوتا ہے۔admission test

(ڈیسک بجائے گئے)

جسے آپ سینیٹ کہتے ہیں۔ even graduation پرlevel GREہوتا ہے۔ یہ آپ کی پارٹی کچھ لوگ جو ہیں ، جو وہاں scholarshipپر جا کر واپس آ چکے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں۔

Madam Deputy Speaker: Sher Afghan Sahib, we are running out of time. You have two minutes to speak. Please, wind up your speech.

جناب شیر افگن خان: I am winding it up. آپ نے یہ بات کی کہ O-Levelکو privileged دیا جاتا ہے۔set up آپ نے اپنی ٹیلیویژن سکرین پر نہیں دیکھا کہ MBBSمیں داخلہ کے لئے کتنے طلبا ہیں جو مارے مارے پھر رہے ہیں کیونکہ جب انہیں equalanceدی جاتی ہے تو ایک کیmark بات ہوتی ہے۔ آپ نے L-Levelمیں world کیا ہوا topکیا ہو، A- Star لیا ہو ا ہو ، آپ کو

ایک certain marksملتے ہیں ، اس سے زیادہ نہیں ملتے ہیں- انہیں صرف MBBSمیں داخلہ ملتا ہے-

اس کے علاوہ آپ مہربانی کرکے ہمیں یہ بتائیں- ٹھیک ہے کہ اگر آپ اس کو uniformکرنا بھی چاہتے ہیں after all these problemes, uniform, uniform آپ کی modalityکیا ہوگی؟ practical چلے جا رہے ہیں لیکن اس کا solutionکیا ہوگا- میں آپ کو ایک آخری مثال دینا چاہتا ہوں - آپ نے یہاں لکھا ہوا ہے کہ uniform education system as against the existing the parallel education systemہم تو پھر اس کے خلاف بولیں گے- یہ تو اس طرح ہو گیا کہ جیسے میں ایک چوک میں پولیس کا یونیفارم پہن کر بیٹھا ہوا ہوں- دور کہیں ڈکیٹی ہو رہی ہے اور وہ دکاندار میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ مجھے بچاو، مجھے بچاو اور میں اسے کہوں -- کیونکہ میں نے پولیس کا یونیفارم پہنا ہوا ہے ، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں پولیس والا ہوں- یہ تو ایسے ہی ہوا ہے- یہاں انہوں نے لکھا ہوا کچھ اور ہے اور کہہ کچھ اور رہے ہیں-

Madam Deputy Speaker: Thank you Sher Afghan Sahib.

Mr. Zamir Ahmad Malik: I just want to clear parallel education system.

Madam Deputy Speaker: This is not a point of order. Now, I ask the Blue Party, Mr. Sadan Nasir, Mr. Usman Ali, Miss Sor

Fabha Alivi and Mr. Bilal Ahmad, if they want to amend the reolution, put it to the Steering Committee or have vote for it.

Mr. Usman Ali: I have presented this motion, so I would request you to present this to the Standing committee. We have noted their suggestions and hopefully they will be accomodated in the new form of the resolution and what ever form it came to the House.

Madam Deputy Speaker: It is referred to the Steering Committee, sorry Standing Committee.

Now, the Session is adjourned till second of January at 9.00 a.m. The members should keep seated because the Secretariat has to make some important announcements.